دار العلوم دیوبند اور اکابر علماء کرام سے تصدیق شدہ

كِتَابُ الْوَسِيلَة
فِي
اِثْبَاتِ الْوَسِيلَة



توسل اور دُعا

یعنی

ایک اہم نزاعی مسئلہ اور اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کا موقف

تقاریظ

شیخ الحدیث مفتی اعظم ہند حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب
(دار العلوم دیوبند)

محدث کبیر عارف باللہ مفتی اعظم پاکستان استاذ الاساتذہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی صاحب
(رئیس دار الافتاء دار العلوم حقانیہ)

شیخ القرآن مفتی چاند بادشاہ صاحب

از قلم

أبو محمد مفتی عبد الحمید حقانی
بن مولانا عبد الرحیم حقانی بن عبد الحکیم
مدیر جامعہ احیاء العلوم جلبئی و نائب مدیر جامعہ منفعت الاسلام جلبئی

ناشر
مدنی اسلامی کتب خانہ اینڈ پرنٹرز
چراٹ روڈ نوشہرہ
0312-9773798

دار العلوم دیوبند اور اکابر علماء کرام سے تصدیق شدہ

کتاب الوسیلہ فی اثبات الوسیلہ

توسل اور دعا

یعنی

ایک اہم نزاعی مسئلہ اور اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کا موقف

تقاریظ

شیخ الحدیث مفتی اعظم ہند حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب
(دار العلوم دیوبند)

محدث کبیر عارف باللہ مفتی اعظم پاکستان استاذ الاساتذہ
شیخ الحدیث مفتی محمد فرید صاحب

شیخ الحدیث مفتی سیف اللہ حقانی صاحب
(رئیس دار الافتاء دار العلوم حقانیہ)

شیخ القرآن مفتی چاند بادشاہ صاحب

تالیف

ابو محمد مفتی عبد الحمید حقانی
بن مولانا عبد الرحیم حقانی بن عبد الحکیم
مدرس جامعہ احیاء العلوم جلبئی و نائب مدیر جامعہ منبع الاسلام جلبئی

ناشر
مدنی
0312-0773788

نام کتاب: کتاب الوسیلہ فی اثبات الوسیلہ

تالیف: ابو محمد عبدالحمید حقانی بن مولانا عبدالرحیم حقانی بن عبدالحکیمؒ (جلبئی صوابی)

معاون حافظ محمد طاہر

تعداد: 1100

سن اشاعت چہارم: اگست 2019ء

ناشر: مدنی اسلامی کتب خانہ (چراٹ روڈ ہی سٹیشن) 0312-9773798

استدعا

پروردگار عالم کے فضل کرم اور مہربانی سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے، بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے گا۔ شکریہ!

ملنے کے پتے:

جامعہ احیاء العلوم جلبئی (صوابی) — مدنی کتب خانہ (صوابی)

مکتبہ بیت العلم محلہ جنگی پشاور۔ — مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک

ظفر اسلامی کتب خانہ ہی سٹیشن — مکتبہ محمودیہ اکوڑہ خٹک

مکتبہ علمیہ اکوڑہ خٹک — مکتبہ صدیقیہ سوات

مکتبہ امام محمد بن الحسن الشیبانی نہر چوک مردان

﴿دار العلوم دیوبند سے تصدیق شدہ﴾

﴿ کتاب الوسیلہ فی اثبات الوسیلہ﴾

(توسل اور دعا)

ایک اہم نزاعی مسئلہ اور اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کا مؤقف

(تالیف)

ابو محمد عبدالحمید حقانی بن مولانا عبدالرحیم حقانی

﴿تقریظات﴾

(۱) رئیس دارالافتاء دارالعلوم دیوبند شیخ القرآن والحدیث
حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب

(۲) شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا مفتی اعظم پاکستان
محمد فرید صاحب

(۳) رئیس دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ شیخ القرآن والحدیث
حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی صاحب

(۴) شیخ القرآن والحدیث مفتی چاند بادشاہ صاحب

فہرست

صفحات	عنوان
	تقریظات
۸،۹،۱۰	شیخ الحدیث مفتی اعظم ہند حبیب الرحمٰن صاحب
۱۱	شیخ الحدیث مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد فرید صاحبؒ
۱۲،۱۳	شیخ الحدیث مفتی اعظم سیف اللہ حقانی صاحب
۱۴	شیخ الحدیث مفتی چاند بادشاہ صاحب
۱۵	**تعارف**
۱۶	قرآن مجید کی روشنی میں توسل کے اثبات
۱۶	توسل شرعی کے پانچ اقسام
۱۶	(۱)التوسل بمحبة الصالحين
۱۶	ولما جاء هم كتاب من عند الله...الخ
۱۷،۱۸،۱۹	مذکورہ آیت کے بارے میں مفسرین ومحدثین کرام کی آراء۔
۲۰	(۲)التوسل بشركة الصالحين۔
۲۰	وما كان الله ليعذ بهم...الخ
۲۱	مذکورہ آیت کے بارے میں مفسرین کرام کی آراء ۔

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

﴿تقریظ﴾

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ وصحبہ اجمعین ،وبعد:

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد موجود ہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ :۔مفسرین یعنی صحابہ وتابعین نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کا ذریعہ بنے وہ انسان کیلئے اللہ سے قریب ہونے کا وسیلہ ہے۔اس میں جسطرح ایمان اور عمل صالح رضاءالٰہی کا سبب ہے۔اسی طرح انبیاءؑ وصلحاء کی صحبت ومحبت بھی رضاءالٰہی کا سبب ہے۔ان کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دعا کرنا بحکم نصِ قرآنی بلا شبہہ جائز ومستحسن اور اقرب الی الاجابۃ ہے۔

کچھ لوگوں نے قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے صرف نظر کر کے محض اپنی کج فہمی سے توسل بالصالحین سے استعانت بالغیر کا مفہوم سمجھ لیا ہے۔حلانکہ یہ سراسر غلط ہے۔توسل اور چیز ہے،استعانت بالغیر اور چیز ہے۔دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔استعانت بالغیر تو ہمارے نزدیک بھی حرام اور شرک ہے۔ہم بزرگوں سے دعا نہیں مانگتے وہ متصرف فی الامور نہیں ہیں۔ہم تو براہ راست اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور اس عقیدہ کیساتھ کہ اللہ تعالیٰ وسیلہ کا محتاج نہیں۔وہ بغیر وسیلہ کے بھی دعا قبول کرتے ہیں۔محض دعاء کے ارجی للا جابۃ ہونے کی وجہ سے اللہ کے ولی اور محبوب بندوں کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں۔

جسطرح یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ دعاء میں توسل بالاعمال الصالحہ جائز اور مستحسن ہے جب کہ بخاری شریف میں حدیث الغار سے ثابت ہے اسطرح دعاء میں توسل بالذات یعنی

توسل بالصلحاء بھی بلا شبہ جائز ومستحسن ہے۔اور یہ بھی بخاری شریف کی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔توسل بالذات بھی دراصل توسل بالاعمال میں داخل ہے۔

توسل بالصالحین کی حقیقت یہ ہے۔بندہ اپنی دعاء میں یوں کہتا ہے۔اے اللہ میرے پاس کوئی ایسا عمل نہیں جو میں تیری بارگاہ میں پیش کرسکوں۔البتہ تیرے ولی اورمحبوب ونیک بندوں سے محبت وعقیدت اور تعلق رکھتا ہوں۔یہ لوگ تیری نگاہ میں مقبول ہیں۔ان پر تیری خصوصی رحمت ہے۔اللہ والوں سے محبت وعقیدت اور تعلق تیرے نزدیک نیک عمل ہے۔میں ان کے وسیلہ سے تجھ سے دعا کرتا ہوں۔لہذا یہ بھی توسل بالاعمال ہی ہے۔اسے توسل بالذات سمجھنا صحیح نہیں۔حضرت زکریا علیہ السلام کا حضرت مریم علیہا السلام کے توسل سے دعا مانگنا اوراس کا قبول ہونا قرآن پاک میں مذکور ہے،رسول اللہ ﷺ کا ضعفاء مہاجرین کے وسیلہ سے فتحیابی کی دعا کرنا۔حضرت عمر فاروق ؓ کا حضرت عباسؓ کے توسل سے بارش کیلئے دعا کرنا،ملک شام کے ابدال کے توسل سے دعا کرنا بخاری شریف کی احادیث صحیحہ میں موجود ہے،رسول اللہ ﷺ کا ایک اعمی کو اپنے توسل سے دعا کی تعلیم دینا بھی ترمذی میں مذکور ہیں۔

زیرنظر کتاب اسی حقیقت کو ثابت کرنے کیلئے لکھی ہے۔اور حضرت مؤلف مولانا عبدالحمید حقانی صاحب مدظلہ نے محنت شاقہ برداشت کرکے قرآن کی آیات سے احادیث صحیحہ سے علماء اساطین امت کی کتابوں کے حوالے سے توسل بالصالحین کو ثابت کیا ہےاور وہ اپنی اس کاوش میں کامیاب ہیں۔جمہور سلف وخلف سے مسئلہ کو دودھ کیطرح صاف اور واضح کردیا ہے۔ساتھ ہی بڑی متانت سے غیر مقلدین کی کج فہمی اوران کے دلائل کے جوابات بھی دیئے ہیں۔توسل کا مسئلہ تو ہمیشہ بے غبار رہا ہے۔ائمہ اربعہ ومجتہدین میں سے کسی کا کوئی اختلاف نہیں رہا۔سب سے پہلے علامہ ابن تیمیہ جیسے فاضل محقق ومجدد اس مسئلہ میں جادہ حق سے ہٹے اور جمہور علماء وائمہ سے ہٹ کر ایک نئی بدعت نکالی۔پھر غیر مقلدین

نے بے سوچے سمجھے ان کی اندھی تقلید میں اسے اختیار کرلیا۔ اس غلط تقلید کی وجہ سے ابن تیمیہ اپنے دور میں بدنام ہوئے اسیطرح غیر مقلدوں نے بھی جمہور امت سے ہٹ کر بدعت کو اپنانے کیوجہ سے اہل حق کے درمیان بدنام اور رسوا ہوئے۔ اللہ تعالی انہیں قلب سلیم اور فہم ثاقب نصیب فرمائے۔ انہیں ہدایت دے۔ آمین

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالی مؤلف کی اس کاوش کو قبولیت عامہ عطا فرمائے۔ ان کو بہت بہت جزاء خیر عطا فرمائے اس کتاب کو لوگوں کی رشد وہدایت کا ذریعہ بنائے۔ اور مؤلف کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

حبیب الرحمن خیرآبادی عفا اللہ عنہ
مفتی دارالعلوم دیوبند
۲۹ رشوال ۱۴۲۶ھ

﴿ تقریظ ﴾

للعلامة الكبير المحدث الشهير المفتي الاعظم العارف بالله مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتهم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی: امابعد: پس کہتا ہے بندہ فقیر الی اللہ محمد فرید عفی عنہ کہ میں نے رسالہ (کتاب الوسیلة فی اثبات الوسیلة) مصنفہ مولانا عبدالحمید حقانی سلمہ الرحمن کا بعض جگہوں سے مطالعہ کیا۔ چونکہ مصروفیات اور مسلسل بیماری کی وجہ سے نہ تمام رسالہ کے مطالعہ کی ہمت ہے اور نہ فرصت۔ اسلئے اکابرین علماء دیوبند اور مشائخ عظام کے فتاوٰی اور رسائل ومضامین پر اعتماد کر کے بالجملہ اس مجموعہ کی تصویب اور تائید کرتا ہوں۔ چونکہ وسیلہ اور توسل کے کئی مطالب ہیں۔ بعض کے اعتبار سے توسل جائز، حق بلکہ مستحسن ہے اور بعض کے اعتبار سے حرام اور شرک ہے۔ کما شرحته فی رسالة التوسل بعون الله تعالی وکرمه۔ لہذا توسل کی حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض الناس انتہائی افراط اور تفریط کے شکار ہوئے ہیں۔ بعض لوگ توسل کی ناجائز صورتوں کو بھی جائز قرار دے رہے ہیں اور نجدی لوگ اور ومن دان دینهم انتہائی تفریط سے کام لیکر اس کی جائز صورتوں کو بھی شرک اور کفر قرار دے رہے ہیں۔

فاضل مؤلف نے اکابرین کی تحریرات اور فتاوٰی کو جمع کر کے راہ اعتدال واضح کیا ہے۔ اللہ کریم اسے شرف قبولیت سے نوازے اور اسے مفید اور نافع بنادے۔

وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین۔

محمد فرید عفی عنه

۱۵-۲-۲۰۰۶

تقریظ

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی سیف اللہ حقانی

﴿رئیس دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ﴾

باسمہ تعالیٰ

امدادی الفتاوی صفحہ ۳۲۷ جلد نمبر ۲ میں ہے۔

الذی نعقدہ فی دین اللّٰہ ویعتقدہ جمیع مشائخنا رحمہم اللّٰہ تعالیٰ (۱) ھوان تقلید احد من الائمۃ الاربعۃ واجب علی کل واحد من المسلمین فی ھذالزمان وتارکہ فاسق لاعب فی الدین (۲) وان سیدنا وشفیعنا محمد ﷺ اعلم الخلق وافضلہم جمیعا فمن سوّی بین علمہ ﷺ وعلم الصبی والمجنون او علم احد من الخلائق (۳) او تفوہ بان ابلیس اللعین اعلم منہ ﷺ فھو کافر ملعون لعنۃ اللّٰہ علیہ (۴) **وان التوسل بالنبی وباحد** من الاولیاء العظام جائز بان یکون السوال من اللّٰہ تعالیٰ ویتوسل بولیہ ونبیہ ﷺ (د) وکرامات الاولیاء حق ومنکرھا خارج من اھل السنۃ والجماعۃ والا حتفال بذکرالولادۃ الشریفۃ ان کان خالیا من البدعات المروجۃ فھو جائز بل مندوب کسائر اذکارہ ﷺ والقیام عند ذکر ولادتہ الشریفۃ حاشا للّٰہ ان یکون کفرًا والسفر لزیارۃ الروضۃ المنیفۃ وقبرہ الشریف من افضل القربات والمندوبات بل قریب من الواجب فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمہ احکم۔

اس فتویٰ کی روشنی میں عزیز مؤلف کا مؤقف (یعنی جواز التوسل بالذوات الفاضلہ) اکابر کے مسلک سے مطابق ہے۔ اور مؤلف موصوف اکابر کے مسلک کی تبلیغ پر مبارکباد کے مستحق ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کے اس کاوش وسعی کو قبول کر کے رفع درجات دارین کا سبب بنادیں۔۔۔۔۔۔۔مگر چاہئے یہ کہ اکابر کے مسلک کو بیان اور اسکی تبلیغ کرتے وقت کسی کا نام نہ لیا جائے۔تو اس طریق سے کمال فائدہ حاصل ہوگا۔

سیف اللہ حقانی

۷ ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ

تقریظ

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی چاند بادشاہ صاحب

مہتمم دارالعلوم تورڈھیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد: توسل ذوات فاضلہ اور اعمال صالحہ کے ساتھ حالت حیات اور ممات میں جائز ہے جیسا کہ علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم کا اجماعی عقیدہ ہے جیسا کہ عقائد علماء دیوبند میں مذکور ہے جبکہ بعض حضرات توسل بالذوات فاضلہ بعد وفات کو توسل شرکی قرار دیتے ہیں جیسا کہ مولانا نورالحق نے اپنی رسالہ الوسیلہ میں تحریر کیا ہے جو کہ قیاس فاسد سے استدلال کرتے ہیں کہ توسل بمعنی عبادت قرار دیتے ہیں۔لیکن یہ استدلال فاسد اور غلط ہے اس لئے کہ توسل بمعنی عبادت اور عبادت بمعنی توسل نہ کسی لغت کی کتاب میں اور نہ قرآن وحدیث میں آیا ہے۔وسیلہ کا معنی لغت میں کل مایتقرب بہ الی الغیر عرب کہتے ہیں۔وسل الی اللہ توسیلا ای عمل عملاً لتقرب بہ الیہ تو اس سے ثابت ہوا کہ توسل عبادت نہیں اور عبادت کے معنی نہایت عاجزی اور انکساری کے ہے یقال العبودیۃ الخضوع والذل والعبادۃ الطاعۃ اور لفظ دعا کئی معنی میں مشترک ہے۔(۱) عبادت۔جیسا کہ فلاتدعوا مع اللہ احد (۲) نسبت:۔جیسا کہ ادعوھم لا باء ھم

(۳) پکار:۔جیسا کہ وادعوا شهداء کم (۴) سوال:۔جیسا کہ ادعونی استجب لکم (۵) دعوت دینا:۔جیسا کہ ادع الی سبیل ربک بالحکمة (۶) قول ۔جیسا کہ دعواهم فیها سبحانک اللهم ۔۔۔۔اور لغت کی کسی کتاب میں معنی عبادت نہیں ومن ادعی خلاف ذالک فعلیه البیان۔

اور ذوات فاضلہ کی توسل کی بناء ایک حکمت غامضہ پر مبنی ہے وہ یہ کہ جن ذوات فاضلہ کی حیات میں توسل جائز ہے بعد وفات میں بھی جائز ہے۔وہ حکمت یہ ہے کہ نبی اور رسول اور ولی اور مؤمن حالت حیات میں جسطرح نبی اور رسول اور ولی اور مؤمن ہے بعد موت کے بھی ایسا ہی ہے حالت ممات میں رسالت نبوت اور ولایت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ یہ کرامت ،ولایت نبوت اور ایمان روح کی صفت ہے نہ کہ جسد کی اور موت کی وجہ سے روح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ملاحظہ ہو الطریقة المحمدیة صفحہ ۲۹۱ جلد نمبر ۱ وفی عمدة الاعتماد للنسفی قال وکل مؤمن بعد موته مؤمن حقیقة...الخ مذکورہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ جن حضرات کی توسل حالت حیات میں جائز تھا حالت ممات میں بھی جائز ہے کیونکہ یہ حضرات ان اوصاف کے مالک اب بھی ہیں جیسا کہ حالت حیات میں تھے اور جو حضرات اس بیان کے خلاف کرتے ہیں تو وہ جاہل اور متعصب ہیں۔اعاذنا اللہ تعالی من ذالک اور جو لوگ حدیث بخاری سے استدلال کرتے ہیں کہ میت کی توسل اسلئے جائز نہیں کیونکہ صحابہؓ نے عباسؓ کی توسل سے دعا مانگی نہ کہ نبی کریم ﷺ کی توسل سے۔تو یہ استدلال اس لئے غلط ہے کہ احناف کے نزدیک نصوص میں مفہوم مخالف معتبر نہیں جیسا کہ اصول فقہ اور اصول حدیث میں مذکور ہے۔اللہ تعالیٰ مولانا عبدالحمید حقانی کی سعی اپنی درگاہ میں مقبول فرمادیں آمین اور رسالہ مذکورہ کو مسلمانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنادیں اللهم تقبل منا آمین

بندہ عاجز چاند بادشاہ

۲۰۰۶-۳-۶

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ و علی الہ و اصحابہ المتاد بین

باآدابہ امابعد:۔

زیرِنظرتالیف:۔ **کتاب الوسیلہ فی اثبات الوسیلہ**

اثبات توسل پرمبنی ہے۔ چنانچہ توسل جمہور سلف و خلف اہل سنت والجماعۃ علماء دیوبند کے نزدیک درست ہے۔ لیکن اکثر غیر مقلدین حضرات اسکے منکر ہیں۔ بعض غیر مقلدین حضرات بھی اسکے جواز کے قائل ہیں۔ انشاء اللہ انکے حوالاجات عنقریب آرہے ہیں۔ یادرکھیں کہ توسل کا مسئلہ صرف جواز کا درجہ رکھتا ہے۔ نہ لازمی ہے اور نہ حرام اور نہ شرک اور نہ گمراہی جسطرح پنج پیری حضرات توسل شرعی کے قائلین کو بدعتی اور مشرک کی نسبت کررہے ہیں۔ اور اس مسئلہ میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ اور حنفیت اور دیوبندیت کے لباس میں تجدیت کا پرچار کررہے ہیں اللہ تعالیٰ انکی شر سے تمام اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کو محفوظ و مامون رکھیں آمین۔

اس کتاب میں جواز توسل کے ثبوت کے دلائل قرآن مجید اور احادیث طیبہ اقوال ائمہ اربعہ مجتہدین و محدثین اور خصوصاً علماء دیوبند کے اقوال کی روشنی میں اور پنج پیری حضرات کے اعتراضات سے جوابات احسن طریقے سے کرتا ہوں۔ تاکہ مجوزین حضرات کے ایقان میں مزید اضافہ ہوجائے۔ اور مانعین حضرات (پنج پیری) کے حق میں ممکن ہے کہ وہ رہنمائی کا ذریعہ قرار پائیں۔

ہمارا مقصد کسی کی مخالفت نہیں بلکہ ہمارا مقصد صرف اور صرف مسلمان بھائیوں کی رہنمائی اور اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کا دفاع ہے۔ اور اس کتاب لکھنے کا سبب ہمارے استاد محترم شیخ الحدیث والتفسیر مفتی سیف اللہ حقانی دامت برکاتہم کی دعا کی برکت ہے۔

☆کہاں ہم اور کہاں نکہت گل نسیم صبح تیری مہربانی ☆

جو مجھ ناچیز نے اس سے قبل ایک کتاب لکھی ہے۔﴿اظہار الحق للمتمسکین بالحق﴾ جو تین اجزاء پر مشتمل ہے۔اثبات حیات انبیاء علیہم السلام، اثبات کرامت، اثبات عذاب قبر، تقریظ کرتے وقت آپ صاحبان نے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ کرے یہ تالیف ایسی جیسی دوسری زرین تالیفات کا پیش خیمہ بنے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کتاب الوسیلہ فی اثبات الوسیلہ کو ہم سب کیلئے ذریعہ خیر بنادیں۔آمین

☆ دریں کتاب پریشان نہ بینی از ترتیب　　　عجب مدار کہ چوں حال من پریشان است ☆

﴿قرآن مجید کی روشنی میں توسل کے اثبات﴾

توسل شرعی کے پانچ (۵) اقسام ہیں۔(۱) التوسل بمحبة الصلحين (۲) التوسل بشركة الصلحين (۳) التوسل با لاعمال الصالحة والجاه للصلحين (۴) التوسل بالاعمال و القرابة للصلحين (۵) التوسل باعمال نفسه و طاعتها

(۱)　﴿التوسل بمحبة الصلحين﴾

ولما جآءهم كتاب من عندالله مصدق لما معهم و كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا ــ الخ	ترجمہ:۔اور جب پہنچی انکے پاس کتاب اللہ کی طرف سے جو سچا بتاتی ہے۔اس کتاب کو جو انکے پاس ہے اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر۔۔۔الخ

☆ سورۃ بقرۃ پارہ نمبر ۱ ☆

یستفتحون کا مصدر (استفتاح) ہے۔اسکا معنیٰ ہے۔ مدد طلب کرنا۔

☆ علامہ شوکانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

والاستفتاح الاستنصار.　☆ تفسیر فتح القدیر صفحہ ۹۵ جلد نمبر ۱ ☆

☆علامہ آلوسی" تحریر فرماتے ہیں۔

نزلت فی بنی قریظة والنضیر کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول الله ﷺ قبل مبعثه قاله ابن عباسؓ وقتادةؒ...الخ

یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور قتادہؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بعثت سے قبل اہل کتاب میں بنی قریظة اور بنی نضیر اپنے فریق اوس وخزرج پر فتح طلب کرنے میں حضور ﷺ کے وسیلہ سے اللہ سے دعا کیا کرتے تھے۔

اوران الفاظ سے دعا کرتے تھے۔

اللهم انا نسئلک بحق نبیک الذی وعدتنا ان تبعثه فی اٰخرالزمان ان تنصرنا الیوم علی عدونا فینصرون۔

☆تفسیر روح المعانی صفحہ ۳۲۰ جلد نمبر ۱☆

ترجمہ:۔ اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اس آخرالزمان نبی ﷺ کے طفیل جسکی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے۔ یہ کہ ہمارے دشمن پر آج ہمیں مدد عطاء فرما وہ مدد دیتے جاتے یعنی انکی دعاء قبول ہوتی اور غالب آجاتے۔

☆روی الحاکم فی المستدرك باب التفسیر کانوا یستفتحون علی الذین کفروا ای کان الیهود یقولون اللهم انا نستنصرك بحق النبی الامی ﷺ۔ ☆رواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ ۱۹ جلد نمبر ۱☆

☆ عن ابن عباسؓ ای من قبل محمد ﷺ و القرآن یستنصرون بمحمد ﷺ و القرآن من عدوهم اسد وغطفان و مزنیة و جهینة۔

☆تفسیر ابن عباسؓ صفحہ ۱۰☆

☆روی ابن جریر، یھود یستنصرون برسول اللہ ﷺ قبل بعثہ۔
☆تفسیر ابن جریر صفحہ ۳۰۸ جلد نمبر ۱☆

☆علامہ زمخشری، ای یستنصرون علی المشرکین اذا قاتلوا قالوا اللھم انصرنا بالنبی ﷺ المبعوث فی اٰخرالزمان۔
☆تفسیر الکشاف صفحہ ۲۹۶ جلد نمبر ۱☆

☆روی مجاھد، ای یستنصرون بہ علی الناس۔ ☆تفسیر مجاہد صفحہ ۳۸ جلد نمبر ۱☆

☆علامہ فخر الدین الرازی، کانوا یستفتحون ای یسألون الفتح والنصرة وکانوا یقولون اللھم افتح علینا وانصرنا بالنبی الامیؐ۔
☆تفسیر کبیر صفحہ ۱۸۰ جلد نمبر ۳☆

☆علامہ حافظ ابن کثیر، یھود کانوا یستفتحون علی الأوس والخزرج برسول اللّٰہ قبل مبعثہ ☆ابن کثیر صفحہ ۱۲۴ جلد نمبر ۱☆

☆علامہ عبدالحق، اللھم ربنا انا نسئلک بحق احمد النبی الامی الذی وعدتنا ان تخرجہ لنا فی اٰخرالزمان وکتابک الذی تنزل علیہ اٰخر ما ینزل ان تنصرنا علی اعدائنا۔ ☆تفسیر حقانی☆

☆علامہ ابن قیمؒ اس آیت طیبہ کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان الیھود کانوا یحاربون جیرانھم من العرب فی الجاھلیة ویستنصرون علیھم بالنبی ﷺ قبل ظھورہ فیفتح لھم و ینصرون علیھم فلما ظھرا لنبی ﷺ کفروا وجحدوانبوتہ...الخ
☆بدائع الفوائد صفحہ ۱۴۵ جلد نمبر ۴☆

ترجمہ:۔ بے شک یہود جاہلیت میں اپنے عربی پڑوسیوں سے لڑتے تھے اور حضور ﷺ کی آمد سے پہلے وہ آپ ﷺ کے طفیل سے دشمن کے خلاف مدد طلب کرتے تھے تو ان کو فتح ونصرت

حاصل ہوتی تھی پھر جب حضور ﷺ تشریف لائے تو ان یہودیوں نے کفر اختیار کیا اور آپ کی نبوت کا انکار کر دیا۔

☆علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے فوائد میں تحریر فرماتے ہیں۔

قرآن کے اترنے سے پہلے جب یہود کافروں سے مغلوب ہوتے تو خدا سے دعا مانگتے کہ ہم کو نبی آخرالزمان ﷺ اور ان پر جو کتاب نازل ہوگی انکے طفیل کافروں پر غلبہ عطاء فرما۔ جب حضور ﷺ پیدا ہوئے اور سب نشانیاں بھی دیکھ چکے تو منکر ہو گئے اور مغلوب ہوئے۔

☆علامہ داؤد بن سلیمانؒ تحریر فرماتے ہیں۔

اتفق المفسرون واهل الحديث على انها نزلت فى يهود خيبر كانوا قبل وجوده ﷺ يحاربون اسدا و غطفان من مشركى العرب وكانوا يقولون اللهم بحق النبى ﷺ الذى تبعثه آخرالزمان الانصرتنا عليهم فينصرون فلما جاء هم الرسول و رأوه كفروا به عنادا وحسدا......الخ

☆المنحة الوهبية صفحہ ۳۱☆

ترجمہ:۔ مفسرین اور محدثین علماء اس پر متفق ہیں کہ یہ آیت کریمہ یہود خیبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو آنحضرت ﷺ کی آمد سے پہلے مشرکین عرب کے قبیلوں اسد اور غطفان سے لڑتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ اے اللہ تو اس نبی ﷺ کے حق سے ہمیں ان پر نصرت اور غلبہ عطاء فرما جس کو تو آخر زمانہ میں بھیجے گا، سو انکی مدد کی جاتی پس جب آپ ﷺ انکے پاس آئے اور انھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو عناداً اور حسداً آپ ﷺ کا انکار کر گئے۔

☆قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

کہ رسول ﷺ کی بعثت سے پہلے اہل کتاب

یہ حالت تھی کہ مشرکین عرب کے مقابلے میں حضور ﷺ کے وسیلے اور برکت سے مدد طلب کرتے اور کہا کرتے تھے کہ اے اللہ اس نبی ﷺ کی برکت سے جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوگا اور اسکی صفت اور حالات ہم تورات میں دیکھتے ہیں۔ ہماری مدد کر اور حق تعالیٰ کی طرف سے امداد ہوتی تھی۔ ☆تفسیر مظہری صفحہ ۱۶۲ جلد نمبر ۱☆

اصول فقہ کی معروف کتاب نورالانوار میں ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ اور جناب رسول اللہ ﷺ اگر پہلے لوگوں کی شریعتوں کو بلا انکار کے بیان کر گئے تو وہ ہم پر لازم ہیں۔ ☆نورالانوار صفحہ ۲۱۶☆

غور سے دیکھئے جب حضور ﷺ اس عالم دنیا میں تشریف فرما نہ ہوئے تھے۔ اس وقت بھی اہل کتاب حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کر کے فتح یاب ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو بیان کر کے قرآن مجید میں اس قسم کے توسل کی کہیں تردید نہیں فرمائی۔ پھر اسکے جواز میں شبہ کی گنجائش کسی کو ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۲) ﴿التوسل بشركة الصالحين﴾

قال الله تعالى وما كان الله ليعذبهم و انت فيهم....الخ

ترجمہ:۔ اور اللہ ہرگز نہ عذاب کرتا ان پر جب تک تو رہتا ان میں۔۔۔۔۔۔الخ

☆الانفال☆

☆ شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ، اس آیت کریمہ کی ذیل میں تحریر فرماتے ہیں لیکن اکثر کے نزدیک اسکا مطلب یہ ہے۔

کہ مشرکین جس قسم کا خارق عادت عذاب طلب کر رہے تھے جو قوم کی قوم کا دفعۃً استیصال کر دے ان پر ایسا عذاب بھیجنے سے دو چیزیں مانع ہیں۔ ایک حضور ﷺ کا وجود باجود کہ انکی برکت سے اس امت پر خواہ (امۃ دعوۃ) ہی کیوں نہ ہو ایسا خارق عادت معاملہ

عذاب نہیں آتا۔ ☆تفسیر عثمانی" صفحہ ۲۳۹☆

☆علامہ ثناء اللہ پانی پتی" بروایت ابن جریر نے یہ مطلب بیان کیا کہ جب آپ ان میں موجود ہیں۔تو اللہ تعالیٰ ان پر ہرگز عذاب نازل نہیں کریگا یعنی رسول اللہ ﷺ کا ان میں موجود ہونا عذاب ٹلنے اور بددعا قبول نہ ہونے کا سبب ہو اللہ کا یہ ضابطہ نہیں کہ نبی موجود ہو تو قوم پر مکمل تباہ کن عذاب مسلط کر دیا جائے۔ جس سے انکا استیصال ہو جائے خصوصاً ایسی حالت میں کہ آپ ﷺ ان میں موجود ہیں اور آپ ﷺ کو رحمت عالم بنا کر بھیجا گیا ہے۔

☆تفسیر مظہری صفحہ ۹۱ جلد نمبر ۵☆

(۳) ﴿التوسل بالا عمال الصالحة و جاه للصٰلحين﴾

قال اللہ تعالٰی و اما الجدار فکان لغلٰمین یتیمین فی المدینة و کان تحتہٗ کنزلھما وکا ن ابو ھما صالحاً......الخ ☆الکھف ☆

ترجمہ:۔اور وہ جو دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں کی تھی اس شہر میں اور اسکے نیچے مال گڑا تھا انکا اور انکا باپ تھا نیک۔۔۔۔۔۔۔۔الخ

☆علامہ ثناء اللہ" بحوالہ بغوی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا باپ کی نیکی کی وجہ سے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) دونوں یتیموں کے (مال کی) حفاظت کی گئی یعنی باپ کی نیکی کی وجہ سے یتیموں کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ نے دیوار درست کر دینے کا حکم خضرؑ کو دیا۔

محمد بن منکدر" کا قول ہے۔کہ بندہ کے نیک ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ اسکی اولاد، اولاد کی اولاد، کنبہ، خاندان اور ہمسایوں کی بھی حفاظت فرماتا ہے۔

☆تفسیر مظہری صفحہ ۲۵۸ جلد نمبر ۷☆

☆علامہ مفتی محمد شفیع" تحریر فرماتے ہیں۔

والدین کی نیکی کا فائدہ اولاد دراولاد کو بھی پہنچتا ہو، (وکان ابو ھما صالحا) اس میں اشارہ ہے کہ یتیم بچوں کیلئے مدفون خزانے کی حفاظت کا سامان بذریعہ حضر علیہ السلام اسلئے کرایا گیا

تھا کہ ان یتیم بچوں کا باپ کوئی مرد صالح اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول تھا اسلئے اللہ تعالیٰ نے اسکی مراد پوری کرنے اور اسکی اولاد کو فائدہ پہنچانے کا یہ انتظام فرمایا۔

☆تفسیر معارف القرآن صفحہ ۶۰۹، ۶۱۰ جلد نمبر ۵☆

☆ شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ

بچوں کا باپ مرد صالح تھا۔ اسکی نیکی کی رعایت سے حق تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ بچوں کے مال کی حفاظت کی جائے۔۔۔۔۔۔۔الخ

(۴)﴿التوسل بالاعمال والقرابۃ للصٰلحین﴾

قال اللہ تعالٰی والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنابھم ذریتھم......الخ ☆سورۃ الطور☆

ترجمہ:۔ اور جو لوگ یقین لائے اور انکی راہ پر چلی انکی اولاد ایمان سے پہنچا دیا۔ ہم نے ان تک انکی اولاد کو۔۔۔۔۔۔الخ

☆ علامہ مفتی محمد شفیعؒ بحوالہ تفسیر مظہری نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین صالحین کی ذریت و اولاد کو بھی انکے بزرگ آباء کے درجہ میں پہنچا دیں گے اگر چہ وہ عمل کے اعتبار سے اس درجہ کے مستحق نہ ہو۔ تا کہ ان بزرگوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو۔

☆تفسیر معارف القرآن صفحہ ۱۸۰ جلد نمبر ۸☆

☆ حافظ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں کہ

آخرت میں ان روایات سے تو یہ ثابت ہوا کہ آباء صالحین کی برکت سے انکی اولاد کو فائدہ پہنچے گا اور عمل میں انکا درجہ کم ہونے کے باوجود اپنے آباء صالحین کے درجے میں پہنچا دیئے جائیں گے۔۔۔۔۔۔الخ

(۵) ﴿التوسل باعمال نفسه و طاعتها﴾

قال الله تعالیٰ یایها الذین اٰمنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلۃ۔ ☆سورۃ المائدہ☆

ترجمہ:۔اے ایمان والوں اللہ تعالیٰ سے ڈرواور اسکی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

☆علامہ مفتی محمد شفیعؒ تحریر فرماتے ہیں کہ

لفظ وسیلہ کی لغوی تشریح اور صحابہؓ وتابعین کی تفسیر سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کا ذریعہ بنے۔وہ انسان کیلئے اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا وسیلہ ہوا۔ اسمیں جس طرح ایمان اور عمل صالح داخل ہیں۔اسی طرح انبیاءؑ وصالحین کی صحبت ومحبت بھی داخل ہے۔کہ وہ بھی رضائے الٰہی کے اسباب میں سے ہے۔اور اسی لئے انکو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا درست ہوا جیسا کہ حضرت عمرؓ نے قحط کے زمانے میں حضرت عباسؓ کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعاء مانگی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

اور ایک روایت میں رسول کریم ﷺ نے خود ایک نابینا صحابی کو اسطرح دعاء مانگنے کی تلقین فرمائی۔

اللھم انی اسئلک واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ۔

☆تفسیر معارف القرآن صفحہ ۱۲۸ جلد نمبر ۳☆

وسیلۃ کے معنٰی :۔لفظ وسیلہ "وَسَل" سے مشتق ہے۔جسکے معنٰی ملنے اور جڑنے کے ہیں۔یہ لفظ (سین) اور (صاد) دونوں سے تقریباً ایک ہی معنٰی میں آتا ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ وسیلہ،وصیلہ سے خاص ہے۔وسیلہ کا معنٰی ہے کسی چیز تک رغبت کے ساتھ پہنچنا،یعنی وَسَلَ بالسین رغبت اور محبت کیساتھ ملنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

اور وسیلہ ۔ ہے۔وابستہ ہو جانا،یعنی صاد کے ساتھ وُصْلَۃ اور وصیلۃ ہرا حنہ کو کہا جاتا

جو دو چیزوں کے درمیان میل اور جوڑ پیدا کرے۔ خواہ وہ میل اور جوڑ رغبت و محبت سے ہو، یا کسی دوسری صورت سے، اور سین کیساتھ لفظ وسیلہ کے معنٰی اس چیز کے ہیں جو کسی کو کسی دوسرے سے محبت والفت ور غبت کیساتھ ملادے۔ ☆مفردات☆

(۱) ابن خاتم نے حضرت ابن عباسؓ اور امام حاکم نے حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے، وسیلہ بمعنٰی تقرب،

اسی طرح حضرت علیؓ فرماتے ہیں،

اذا مررت باية فی ذکرها
وصف الوسيلة و النعيم المعجب

(۱) وسیلہ کا معنٰی تفسیر مدارک میں ہے۔

وهی کلما يتوسل به ای يتقرب به الی الله تعالٰی.

ترجمہ:۔ ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو وسیلہ ہے۔

☆تفسیر مدارک صفحہ ۴۹۱☆

(۲) ابن جریرؒ نے حضرت عطاءؒ اور امام مجاہدؒ اور حسن بصریؒ وغیرہ سے وسیلہ کے معنٰی قربت واطاعت بیان کیا ہے۔

(۳) قاموس میں ہے۔ وسیلہ کے معنٰی تقرب شاہی مرتبہ، درجہ، قربت۔

(۴) علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں۔

الوسيلة هی الفعيلة بمعنٰی ما يتوسل به و يتقرب الی الله تعالٰی من فعل الطاعات وترك المعاصی. ☆روح المعانی صفحہ ۱۲۴ جلد نمبر ۶☆

وسیلہ بمعنٰی حاجت:۔ جسطرح ایک شاعر نے فرمایا ہے۔

ان الرجال لهم اليک وسيلة
ان ياخذوك تكحلی و تخ[illegible]

(۱) صاحب تفسیر مظہریؒ نے حضرت ابی سعید خدریؓ کی روایت سے امام احمدؒ نے صحیح سند کیساتھ نقل کیا ہے کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کیساتھ ایک درجہ ہے۔ جس سے اونچا کوئی درجہ نہیں ہے۔۔۔ الخ

(۲) امام واحدیؒ، بغویؒ وز مخشریؒ فرماتے ہیں۔ کہ وسیلہ ہر وہ چیز ہے۔ جس سے تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔ قرابت ہو یا کوئی عمل، اور اسمیں نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے توسل حاصل کرنا بھی داخل ہے۔

☆ تبلیغی نصاب فضائل درود شریف صفحہ ۵۳ ☆

﴿احادیث کی روشنی میں توسل کا ثبوت﴾

پہلی روایت:۔ (۱) امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ہم سے محمود بن غیلانؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عثمان بن عمرؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے شعبہؒ نے بیان کیا ● ۔ اور وہ ابو جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں اور وہ عمارۃ بن خزیمۃؓ بن ثابت سے اور وہ حضرت عثمانؓ بن حنیف سے وہ فرماتے ہیں کہ

ان رجلاً ضریر البصراتی النبی ﷺ فقال ادع اللّٰہ ان یعا فینی قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیر لک قال فادعه قال فامره ان یتوضاء فیحسن وضوءہ ویدعو بھذا الدعاء اللھم انی اسئلک واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم

ترجمہ:۔ ایک نابینا شخص حضور ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ حضرت! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے صحت یاب (اور بینا) کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر اور صبر ہی تیرے لیے بہتر ہے۔ اس نے کہا حضرت آپؐ دعا فرمائیں! حضور ﷺ نے حکم دیا کہ وضوء کر لے اور اچھی طرح وضو کر لے

لتشفعه فی۔

☆ترمذی صفحہ۲۲۰ جلد نمبر۲واللفظ لہٗ☆منہاج السنن صفحہ۳۲۸ جلد نمبر۴☆وابن ماجہ صفحہ۱۰۰ جلد نمبر۱ ☆الترغیب والترھیب صفحہ۲۴۱ جلد نمبر۱☆مسند احمد صفحہ۱۳۸ جلد نمبر۴☆مستدرک صفحہ۳۱۳ جلد نمبر۱☆ البدایۃ والنہایۃ صفحہ۱۶۱ جلد نمبر۶☆مشکوٰۃ صفحہ۲۱۹ جلد نمبر۱☆کتاب الاذکار نوویؒ صفحہ۸۳☆تحفۃ الذاکرین شوکانی صفحہ۱۹۵ جلد نمبر۵☆حصن حصین صفحہ۱۲۵☆احسن الفتاوٰی صفحہ۳۳۳ جلد نمبر۱☆ جواہر منظم ازابن حجر مکیؒ صفحہ۱۴☆شفاء السقام سبکیؒ صفحہ۱۲۳☆فضائل صدقات صفحہ۹۲۱☆فتاوٰی مفتی محمودؒ صفحہ۱۷۷ جلد نمبر۱☆فتاوٰی رحیمیہ صفحہ۲۳۹ جلد۲☆نظام الفتاوٰی صفحہ۳۴ جلد نمبر۲☆

(وفی روایة ابن ماجه ۱۰۰۰ رکعت پڑھے)اور یہ دعا کرے کہ اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کو متوجہ ہوتا ہوں ۔ بوسیلہ محمد ﷺ نبی الرحمت کے۔اے محمد ﷺ میں آپؐ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں۔ تا کہ وہ پوری ہوجائے۔اے اللہ آپؐ کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے۔

﴿حدیث کی صحت کے بارے میں علماء کرام کی آراء﴾

(۱) علامہ ذھبیؒ اور امام حاکمؒ اس روایت کو ایک مقام پر امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ دونوں کی شرط پر صحیح فرماتے ہیں۔☆مستدرك صفحه ۳۱۳ جلد نمبر ۱ مع التلخیص☆ اور دوسرے مقام پر امام بخاریؒ کی شرط پر صحیح کہتے ہیں۔ ☆مستدرک صفحہ۵۲۶ جلد نمبر۱☆

(۲) علامہ سمھودیؒ فرماتے ہیں۔صححه البیهقیؒ، ☆وفاءالوفاء صفحہ۴۲۰ جلد نمبر۲☆

(۳) حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ

رواہ اهل السنن وصححه الترمذی...الخ	ترجمہ:۔اہل سنن نے یہ حدیث روایت کی ہے اور ترمذیؒ نے اسکو صحیح قرار دیا ہے۔

☆فتاوی صفحہ ۱۷۳ جلد نمبر ۴☆

(۴) علامہ ابن حجر مکیؒ اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

وصححه البیهقیؒ و زادفقام وروی الطبرانی بسند جیدانه علیه السلام ذکرفی دعائه بحق نبیک والا نبیاءؑ الذین من قبلی ولافرق بین ذکر التوسل والاستغاثة والتشفع والتوجه به ﷺاو بغیره من الانبیاءؑ وکذاالاولیاء...الخ ☆حاشیه ابن حجرالمکی علی الایضاح فی مناسک الحج للنووی طبع مصر صفحه ۵۰۰،☆	ترجمہ:۔اس حدیث کی امام بیہقیؒ نے تصحیح کی ہے اور اسمیں یہ جملہ زائد نقل کیا ہے کہ وہ (تندرست ہوکر) اٹھ کھڑا ہوا اور طبرانیؒ نے جید سند کیساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ حضور ﷺ نے اپنی دعاء میں اسکا بھی ذکر فرمایا کہ (اے اللہ) اپنے نبیؐ کے حق سے اور ان انبیاءؑ کے حق سے جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ (دعا قبول فرما) اور توسل، استغاثہ، تشفع، اور توجہ (وغیرہ) میں حضور ﷺ یا آپؐ کے بغیر اور حضرات انبیاءؑ اور حضرات اولیاء کرام سے کیا جائے کوئی فرق نہیں ہے۔

(۵) حضرت علامہ اشرف علی تھانویؒ اس کا ترجمہ کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ف:

اس سے توسل صراحۃً ثابت ہوا اور چونکہ آپ کا اس کے لیے دعا فرمانا کہیں منقول نہیں اس سے ثابت ہوا کہ جسطرح توسل کسی کی دعا کا جائز ہے اسی طرح توسل دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے۔ اور حاصل توسل فی الدعاء کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ آپکا مورد رحمت

ہے۔اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجب جلب رحمت ہے اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں۔پس ہم پر بھی رحمت فرما اور توسل بالاعمال میں بھی تھوڑی تغیر سے یہی تقریر ہے کہ یہ اعمال آپکے نزدیک موجب رحمت ہیں اور انکا فاعل بھی مرحوم ہوتا ہے اور ہم نے یہ اعمال کیے تھے پس ہم پر رحم فرما اور اس میں جو یا محمدؐ آیا ہے اس سے نداء غائب کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو آپ کی خدمت میں حاضر تھا انجاح الحاجہ میں ہے۔ کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات میں نقل کیا ہے۔اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔اور بیہقیؒ نے تصحیح کی ہے۔اور اتنا زیادہ کیا ہے۔ کہ وہ کھڑا ہو گیا اور بینا ہو گیا۔☆نشر الطیب صفحہ ۳۰۰ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور، کراچی☆

ایک اعتراض:۔ بہت ممکن ہے کہ کسی کو یہ شبہ ہو کہ اس حدیث شریف سے جو ثابت ہے۔وہ حضور ﷺ کا توسل حیات میں تھا اور اکثریت سے توسل بالاموات ہوتا ہے؟

الجواب:۔ اس سے توسل بعد الوفات بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت عثمانؓ بن حنیف نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ کی خلافت میں یہی دعاء ایک شخص کو بتلائی تھی اور اس نے دعاء کی تھی اور انکا کام ہوا تھا۔اور اصول حدیث کا جو قاعدہ ہے کہ حدیث کا راوی اپنی مروی حدیث کا مطلب دوسروں سے بہتر جانتا ہے۔اور کسی نے ان پر نکیر نہیں کی۔

دوسری روایت:۔ چنانچہ امام طبرانیؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے طاہرؒ بن عیسیٰؒ بن قیرس المصری (المقریؒ) نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے اصبغ بن الفرجؒ نے بیان کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن وھبؒ نے بیان کیا ہے۔وہ ابو سعید المکیؒ سے اور وہ روح بن القاسمؒ سے اور وہ ابو جعفر الخطمی المدنیؒ اور وہ ابو امامہؒ بن سھلؒ بن حنیفؒ سے اور وہ اپنے چچا حضرت عثمانؓ بن

حنیفؓ سے روایت کرتے ہیں کہ۔

ان رجلاً کان یختلف الٰی عثمان بن عفانؓ فی حاجة له فکان عثمان لا یلتفت الیه ولا ینظر فی حاجتهٖ فلقی عثمان بن حنیفؓ فشکی ذلک الیه فقال له عثمان بن حنیفؓ ایت المیضاة فتوضاء ثم ایت المسجد فصل فیه رکعتین ثم قل اللهم انی اسئلک واتوجه الیک بنبینا محمد ﷺ نبی الرحمه۔(الحدیث)

☆معجم صغیر صفحہ۱۰۴☆وفاء الوفاء صفحہ ۴۲۰، ۴۲۱ ☆نقلہ الامام تقی الدین السبکیؒ فی شفاء السقام صفحہ۱۲۴، ۱۲۵ ☆نقلہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی فی شرح المواہب الدینیہ صفحہ۷۷ جلد نمبر۸ ☆نقلہ احمد بن محمد القسطلانی فی المواھب باب الاستسقاء☆ منہاج السنن شرح ترمذی صفحہ ۳۲۷، ۳۲۸ جلد نمبر۴ ☆احسن الفتاوٰی صفحہ۳۱۳ جلد نمبر۱ ☆ خیر الفتاوٰی صفحہ۱۹۳ جلد نمبر ۱☆الاصول الاربعہ صفحہ۶۲ ☆نشر الطیب صفحہ۳۰۱ ☆ تحفۃ الاذی صفحہ۱۸۲ جلد نمبر۴ ☆الخصائص الکبریٰ صفحہ ۲۰۱ جلد نمبر۲ ☆نقلہ مفتی اعظم محمد فرید صاحب فی المقالات صفحہ۳۸☆

ترجمہ:۔ایک شخص حضرت عثمانؓ بن عفانؓ کے پاس ایک ضروری کام کے بارے میں آیا جایا کرتا تھا۔اور حضرت عثمانؓ (غالباً بوجہ مصروفیت) نہ تو اسکی طرف توجہ فرماتے اور نہ اسکی حاجت براری کرتے وہ شخص حضرت عثمانؓ بن حنیفؓ سے ملا اور اسکی شکایت کی تو انھوں نے فرمایا کہ تو وضوء کر کے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ پھر کہہ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور بوسیلہ حضرت محمد ﷺ تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں جو نبی الرحمۃ ہیں۔۔۔الخ چنانچہ اس نے یہی کیا اور حضرت عثمانؓ کے پاس جو پھر گیا تو انھوں نے بڑی تعظیم وتکریم کی اور اسکا کام بھی پورا کردیا۔

(۱)امام طبرانیؒ فرماتے ہیں کہ

والحدیث صحیح۔ کہ:۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

☆معجم الصغیر صفحہ۱۰۴☆

(۲)امام منذریؒ بھی اس روایت کونقل کرکے امام طبرانیؒ کے اس قول والحدیث صحیح کی تائید کرتے ہیں۔ ☆الترغیب والترھیب صفحہ۲۴۲ جلد نمبر۱☆

(۳) حضرت مولانا حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ اس روایت کونقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

اس سے توسل بعد الوفات بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایۃ کے درایۃً بھی ثابت ہے۔کیونکہ روایت اول کے ذیل میں جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے۔وہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے اور نداء کا شبہ یہاں بھی نہ کیا جاوے دو وجہ سے ایک تو متبادر قصہ سے یہ ہے کہ مسجد نبویؐ میں جانے کو فرمایا ہے۔سو وہاں حضور ﷺ قریب ہی تشریف رکھے ہیں۔نداء غائب لازم نہیں آئی۔دوسرے سلف صالح خوش اعتقاد تھے نداء بقصد تبلیغ ملائکہ انکے حال سے ظاہر تھا۔

☆نشر الطیب صفحہ۳۰۲☆

بخلاف اس وقت کے بریلوی حضرات کے کہ عقیدہ میں غلو رکھتے ہیں اور حضور ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہیں یہ عقیدہ رکھنا درست نہیں۔ بلکہ شرک جلی ہے۔اور وہ حضرات اپنے آپکو علماء دیو بند اہلسنت والجماعت کے زمرہ میں شامل کرتے ہیں۔انکا اہلسنت والجماعت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ (برعکس نہند نام زنگی کافور)

(۴) علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپکا توسل درست ہے۔

☆شفاء السقام صفحہ۱۲۴☆

(د) صاحب حصن حصین نے فرمایا کہ

من کان لہ ضرورۃ فلیتوضأ فیحسن وضوء ثم یصلی رکعتین ثم یدعوا اللھم انی اسئلک۔۔۔الخ

ترجمہ:۔جسکو کوئی ضرورت اور مجبوری ہو وہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اسکے بعد دعا کرے اللھم انی اسئلک آخر تک۔

نیز صاحب حصن حصین صفحہ ۲۴ پر فرماتے ہیں۔

قلت وان لم یجب الدعاء عند قبر النبیؐ ففی ای موضع یستجاب۔

میں کہتا ہوں اگر روضہ رسول اللہ ﷺ کے قریب دعا قبول نہ ہوگی تو پھر کس جگہ قبول ہوگی۔

(۶) بریقہ محمودیہ صفحہ ۲۷۰ میں ہے۔

ویجوز التوسل الی اللہ تعالٰی والاستغاثۃ بالانبیاء والصالحین بعد موتھم۔

ترجمہ:۔کہ حضرات انبیاء کرامؑ اور صالحین کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالٰی کے ہاں انکا توسل جائز ہے۔

(۷) امام ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں لکھا ہے۔کہ

سلام کے بعد پھر حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے، اور یہ الفاظ کہے۔

یارسول اللہ اسئلک الشفاعۃ واتوسل بک الی اللہ فی ان اموت مسلما علی ملتک وسنتک۔

ترجمہ:۔اے اللہ کے رسولؐ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کے وسیلہ سے اللہ سے یہ مانگتا ہوں کہ میری موت آپؐ کے دین اور آپکی سنت پر ہو۔

تیسری روایت:۔

عن ابی الدرداءؓ عن النبیؐ قال ابغونی فی ضعفا ئکم فانما ترزقون وتنصرون بضعفا ئکم ۔ رواہ ابوداؤد۔

☆مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۷ جلد نمبر ۲ باب فضل الفقراء وما کان من عیش النبیؐ ☆احسن الفتاوی صفحہ ۳۳۴ جلد نمبر ۱ ☆خیر الفتاوی صفحہ ۱۹۴ جلد نمبر ۱ ☆

ترجمہ:۔ حضرت ابو الدرداءؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا مجھ کو قیامت میں غرباء میں ڈھونڈنا۔ کیونکہ (غرباء کی ایسی فضیلت ہے کہ) تم کو روزی اور دشمنوں پر غلبہ غرباء ہی کے طفیل سے ہوتا ہے۔

چوتھی روایت:۔

عن امیةؓ بن خالد بن عبد اللہ بن اسید عن النبیؐ انه کان یستفتح بصعا لیک المهاجرین ۔(رواہ فی شرح السنۃ)

☆مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۷ جلد نمبر ۲ باب فضل الفقراء وما کان من عیش النبیؐ ☆فتاوی حقانیہ صفحہ ۲۱۸ جلد نمبر ۱ ☆منہاج السنن صفحہ ۳۲۵ جلد نمبر ۴ ☆خیر الفتاوی صفحہ ۱۹۳ جلد نمبر ۱ ☆

ترجمہ:۔ حضرت امیہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ فتح کی دعا کیا کرتے تھے۔ بتوسل فقراء مہاجرین کے۔

(۱) صاحب مظاہر حق اس حدیث کے ذیل میں بحوالہ ملا علی قاری" تحریر فرماتے ہیں کہ ملا علی قاریؒ نے معنی اس جملہ کے یہ لکھے ہیں۔ کہ طلب فتح کرتے تھے بواسطہ فقراء مہاجرین کے اور ببرکت دعا انکی کے اور بعد اسکے ابن ملک سے یہ نقل کی ہو۔ کہ طلب فتح کی کرتے تھے بواسطہ فقراء مہاجرین کے اسطرح کہ فرماتے اللھم انصرنا علی الا عداء بعبادك الفقراء المهاجرین ۔۔۔۔الخ ☆مظاہر حق صفحہ ۲۰۵ جلد نمبر ۴ مطبع نومنشی لکشور لکھنو☆

(۲) ف:۔ عادت توسل اہل طریق میں مقبولان الٰہی کے توسل سے دعا کرنا بکثرت شائع ہے۔ اور حدیث سے اس کا اثبات ہوتا ہے۔ اور شجرہ پڑھنا جو اہل سلسلہ کے ہاں معمول ہے۔ اصلی بھی حقیقت وہی اور غرض ہے۔ ☆التکشف صفحہ ۴۳۶☆

پانچویں روایت:۔

عن انسؓ ان عمرؓ بن الخطاب کان اذاقحطوا استسقی باالعباسؓ بن عبدالمطلب فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا ﷺ فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا ﷺ فاسقنا قال فیسقون۔

☆بخاری صفحہ ۱۳۷ جلد نمبر ۱ باب الاستسقاء☆ مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۲☆ عزیز الفتاوٰی صفحہ ۱۵۱☆ فتاوٰی مفتی محمودؒ صفحہ ۱۷۷ جلد نمبر ۱☆ ومثلہ فی فتح الباری شرح البخاری صفحہ ۳۹۹ جلد نمبر ۲☆ فتاوٰی حقانیہ صفحہ ۳۱۸ جلد نمبر ۲☆ خیر الفتاوٰی صفحہ ۱۹۷ جلد نمبر ۱☆ اختلاف امت اور صراط مستقیم صفحہ ۴۷☆ نقلہ مفتی اعظم محمد فرید صاحب فی المقالات صفحہ ۳۶☆ احسن الفتاوٰی صفحہ ۲۳۴ جلد نمبر ۱☆ فتاوٰی فریدیہ صفحہ ۳۲۲، ۳۲۳ جلد نمبر ۱☆ نشر الطیب صفحہ ۳۰۲☆ منہاج السنن صفحہ ۳۲۷ جلد نمبر ۴☆ نظام الفتاوٰی صفحہ ۴۳ جلد نمبر ۲☆

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کا معمول تھا کہ جب قحط ہوتا۔ تو حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے توسل سے دعاء بارش (باران) کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ ہم (پہلے) آپ کے دربار میں اپنے نبیؐ کو بطور توسل پیش کیا کرتے تھے۔ سو تو ہم پر بارش نازل کیا کرتا تھا اور اب ہم تیرے سامنے اپنے نبیؐ کے چچا کو بطور وسیلہ پیش کرتے ہیں سو تو ہم پر بارش نازل فرما تو ان پر بارش برسائی جاتی۔

تنبیہ:۔ پنج پیری حضرات نے غیر مقلد علامہ شوکانیؒ کی ایک عبارت نقل کر کے انکار توسل کی

حمائدیہ میں جو نتیجہ نکالا ہے کہ ہاں البتہ مردہ انسان خواہ بڑا ہو یا چھوٹا اس سے ان چار (۴) ... توسل وغیرہ سے کوئی ایک بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کے اصحابؓ سرور عالم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عباسؓ سے توسل دعاء کر رہے ہیں۔۔۔۔الخ

اس سے معلوم ہوا کہ توسل بالدعاء آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اصحاب کبارؓ کے نزدیک تصور نہ ہو سکتا تھا۔ اسلئے حضرت عباسؓ سے توسل کر لیا ہے۔ ☆ فاتحہ الالطاف صفحہ ۸۳☆

نوٹ:۔ یہ بالکل غلط فہمی ہے۔ حدیث شریف کا مفہوم سمجھنے سے فہم کے افلاس کا ثمرہ ہے۔ حدیث شریف یہ ہے جو اوپر ذکر ہوا ہے۔

اسلئے کہ عمرؓ کا مقصد اس توسل سے اول تو اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ حضور ﷺ سے توسل کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بلاواسطہ حضور ﷺ سے توسل کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ حضور ﷺ کے قربت حسیہ سے تعلق دار کی وجہ سے توسل کیا جائے۔

اسلئے اشرف علی تھانویؒ نشر الطیب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا۔ جب کہ اسکو نبی سے کوئی تعلق ہو۔ قرابت حسیہ کا قرابت معنویہ کا توسل بالنبیؐ کی ایک صورت یہ بھی نکلی۔ اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اس پر متنبہ کرنے کیلئے حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے توسل کیا۔ نہ اس لئے کہ پیغمبر ﷺ کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا۔ جب کہ دوسری روایت سے اسکا جواز ثابت ہے۔ اور چونکہ اس توسل پر کسی صحابیؓ سے نکیر منقول نہیں اسلئے اسمیں اجماع کے معنیٰ آگئے۔

☆ نشر الطیب صفحہ ۳۰۲ تاج کمپنی لمٹیڈ۔ کراچی☆

حضرت عمر فاروقؓ بن خطاب کے دور میں ایسی ہی خشک سالی کی تکلیف پیش آئی۔ تو حضرت عمرؓ نے عباسؓ کو توسل کے طور پر پیش کیا۔

اور ایسے مواقع پر جس قدر اہل خیر اور صلاح کو آگے کیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ چونکہ حضرت عباسؓ حضور ﷺ کے چچا تھے اور اسکے ساتھ ایمان اور آپکی صحبت کے فیض سے بھی مالا مال

تھے۔ اسلئے حضرت عمر فاروقؓ نے انکو دعا کیلئے آگے کیا۔

(۲) مفتی اعظم رشید احمدؒ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

غیر مقلد وسیلہ کے منکر ہے مگر انکے امام شوکانیؒ نے اس حدیث مذکور پر باب الاستسقاء بذوی الصلاح قائم کیا ہے اور حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ویستفاد من قصة العباس استحباب الاستشفاع باهل الخير والصلاح قائم کیا ہے۔

☆ نیل الاوطار صفحہ ۹ ☆ عمدۃ القاری صفحہ ۴۳۷ جلد نمبر ۴ ☆

حضرت عمرؓ کے فعل سے بعض حضرات نے جواز توسل کی تخصیص بالاحیاء کا دعویٰ کیا ہے۔ جو صحیح نہیں۔ جب توسل ثابت ہوگیا تو احیاء واموات میں ما بہ الفرق کیا ہے؟

اگر کچھ فرق تسلیم کرلیا جائے تو مسئلہ برعکس ہونا چاہیے کیونکہ زندہ انسان تغیر احوال سے مأمون نہیں اسی لیے حدیث میں وارد ہے کہ کسی کی اقتداء کرنا چاہو تو میت کی اقتداء کرو۔

عن ابن مسعودؓ من كان مستنا فليستن بمن قدمات فان الحی لا تؤمن عليه الفتنة.

☆ الحدیث رواہ رزین مشکوٰۃ صفحہ ۳۲ ☆

پس جب اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم توسل بالحی کا استحباب ثابت ہوا۔ تو توسل بالمیت بطریق اولیٰ مستحب ہوگا۔۔۔ باقی رہا یہ اشکال کہ حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کی بجائے حضرت عباسؓ سے کیوں توسل کیا؟

سو اسکی چند توجیہات ہوسکتی ہیں۔

☆ حضرت عباسؓ سے توسل کے ساتھ آپکی دعا بھی مقصود تھی۔

☆ اس پر تنبیہ مقصود تھی کہ توسل بالنبیؐ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک توسل بذاتہٖ دوسری توسل باہل قرابتہ ﷺ۔

☆ یہ بتانا مقصود تھا کہ توسل بغیر الانبیاءؑ من الاولیاء والصلحاء بھی باعث برکت وجلب رحمت ہے۔

☆ طبع انسانی اپنے اندر موجود مخصوص مبصر شخص پر زیادہ مطمئن ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کی خدمت میں سلام بھیجنے اور دعا کی درخواست پہنچانے میں انسانی وسائط کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ حلانکہ ملائکہ کا واسطہ انتہائی سریع ہونے کے ساتھ انتہائی قوی بھی ہے۔ نہ ادائے امانت میں غفلت کا خطرہ نہ نسیان نہ اندیشہ۔

☆ احسن الفتاویٰ صفحہ ۳۳۵ جلد نمبر ۱ ☆

☆حضرت مولانا مفتی اعظم محمد فرید دامت برکاتہم العالیہ اپنی تصنیف منہاج السنن شرح جامع السنن للامام الترمذی میں بحوالہ حافظ ابن حجرؒ نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

وقال الحافظ ابن حجر فی فتح الباری صفحہ ۴۹۷ جلد نمبر ۲، فی حدیث توسل عمرؓ بالعباسؓ یستفاد من قصة العباسؓ استحباب الاستشفاع باهل الخیر والصلاح واهل بیت النبوة۔

ترجمہ:۔ حضرت عباسؓ کے اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اہل خیر وصلاح اور خاندان نبوت سے تعلق رکھنے والے حضرات کو بطورتوسل پیش کرنا مستحب ہے۔

☆منہاج السنن شرح جامع السنن صفحہ ۱۳۱ جلد نمبر ۴☆

چنانچہ علامہ تاج الدینؒ☆طبقات السبکی صفحہ ۲۹ جلد نمبر ۶ طبع مصر☆میں تحریر فرماتے ہیں۔

فهذه دعوة مستجابة ببركة نبينا محمد ﷺ۔

ترجمہ:۔ پس یہ دعا ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی برکت ہی سے قبول ہوئی اور انکی دعا کے الفاظ بھی علامہ سبکیؒ نے نقل کردیے ہیں۔

دوسرا یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ شاید توسل کرنا حضور ﷺ کیساتھ مخصوص ہے۔ حضور ﷺ کے علاوہ کسی اور شخص کیساتھ توسل جائز نہیں۔ اس شک وشبہ کا ازالہ کرنے کیلئے حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت عباسؓ سے توسل کیا۔ تاکہ معلوم ہوجائے کہ دوسرے صلحاء کے ساتھ بھی توسل جائز ہے۔

چھٹی روایت:۔

وروى الدارمی فی مسنده ان اهل المدينة شكوا الى عائشةؓ القحط فقالت انظروا الى قبرالنبیؐ فاجعلوا لهٗ الى السماء حتى لا يكون بينه

ترجمہ:۔ مدینہ منورہ میں سخت قحط ہوا۔ لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے شکایت کی آپؓ نے فرمایا کہ حضرت محمد ﷺ کی قبر مبارک کو دیکھ کر اسکے مقابل آسمان کی

وبين السماء سقف ففعلوا فسقوا.

طرف اس میں ایک منفذ رہو یہاں تک کہ اسکے اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش ہوئی۔

☆الدارمی فی مسنده صفحہ۴۳ جلد نمبر۱ ☆ البدایۃ والنھایۃ صفحہ۱۱۲ جلد نمبر۷ ☆ منھاج السنن شرح ترمذی صفحہ ۳۲۹ جلد نمبر۴ ☆

اس سے توسل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا۔

ساتویں روایت:۔امام بیہقیؒ نے بطریق اعمش عن ابی صالح عن مالک الدار روایت نقل کی ہے اور ابن ابی شیبہؒ نے اسکو صحیح سند کے ساتھ مالک الدارؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا ہوئے ایک شخص حضور ﷺ کی قبر کے پاس گیا اور اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ سے اپنی امتیوں کیلئے بارش طلب فرمائیں کیونکہ وہ ہلاک ہو چکے ہیں تو خواب میں اس شخص سے حضور ﷺ نے ملاقات کی اور فرمایا کہ تو عمرؓ کے پاس جا اور اسکو سلام کہہ اور اسکو خبر دے کہ ان پر بارش نازل کی جائے گی اور عمرؓ سے کہہ دو کہ دانائی پر قائم رہے۔تو وہ شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور انہیں خبر دی تو حضرت عمرؓ رو پڑے پھر فرمایا اے میرے رب میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی مگر جس امر سے میں عاجز ہو گیا۔

وروى سيفؒ في الفتوح ان الذي رأى المنام المذكور بلال بن حارث المزني احد الصحابة....الخ

علامہ سیفؒ نے اپنی کتاب فتوح میں ذکر کیا ہے کہ جس شخص نے خواب دیکھا تھا وہ حضرت بلال بن الحارث المزنیؓ صحابی تھے۔

☆استیعاب صفحہ۲۲۱ جلد نمبر۲ ☆ وفاء الوفاء صفحہ۱۳۲۱ جلد نمبر۲ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ۳۱ جلد نمبر۱۲ ☆ شفاء السقام صفحہ۱۳۰ ☆ اصابہ صفحہ۴۸۴ جلد نمبر۳ ☆ احسن الفتاویٰ صفحہ ۳۳۴ جلد نمبر۱ ☆ رواہ البیھقی فی دلائل النبوۃ ☆ الزرقانی فی شرح المواھب اللدینۃ صفحہ۷۷ جلد نمبر۸ ☆ رواہ البخاری فی التاریخ من روایۃ ابی صالح ذکوان عن مالک الدار صفحہ۳۰۴ جلد نمبر۷ ☆

☆ نقلہ احمد بن محمد القسطلانی فی المواھب باب الاستقاء ☆

☆ اور حافظ ابن حجرؒ تحریر فرماتے ہیں کہ

رواه ابن ابی شیبة باسناد صحیح من روایة ابی صالح۔

ترجمہ:۔ اسکو ابن ابی شیبہؒ نے صحیح سند کیساتھ ابو صالح السمان سے روایت کیا ہے۔

☆ فتح الباری صفحہ ۴۸ جلد نمبر ۳ ☆

☆ اور حافظ ابن کثیر نے بھی یہ واقعہ امام بیہقیؒ کی پوری سند کیساتھ نقل فرمایا اور آخر میں تحریر فرماتے ہیں وھذا سند صحیح۔

☆ البدایہ والنہایہ صفحہ ۹۲ جلد نمبر ۷ ☆

آٹھویں روایت:۔

عن معصب بن سعد عن ابیه انه ظن ان له فضلا علی من دونه من اصحاب النبی ﷺ فقال النبیؐ انما نصر الله هذه الامة بضعفائها ودعوتهم واخلاصهم رواه النسائی وهو عند البخاری بلفظ هل تنصرون و ترزقون الا بضعفاء کم۔

ترجمہ:۔ حضرت مصعب بن سعدؓ کی حدیث وہ روایت کرتے ہیں۔ اپنے باپ سے کہ ان کو خیال ہو گیا کہ مجھ کو دوسرے صحابہؓ پر (بوجہ ریاست کے) کچھ فوقیت ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جو نصرت اس امت کے ساتھ ہے۔ وہ بدولت اسکے کمزور بندوں کے اور انکی دعاؤں واخلاص کے طفیل۔ روایت کیا اسکو نسائی نے۔ اور یہ بخاریؒ کے نزدیک ان الفاظ سے ہے کہ تم کو نصرت اور رزق دیا جاتا ہے کمزوروں کے طفیل۔

☆ التشرف صفحہ ۱۳۸ ☆ احسن الفتاوی صفحہ ۳۳۴ جلد نمبر ۱ ☆ خیر الفتاوی صفحہ ۱۹۴ جلد نمبر ۱ ☆۔

ف:۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی ذات اور اعمال واخلاص کے وسیلے سے دعا مانگنا جائز ہے۔

☆اشرف علی تھانویؒ اس حدیث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔

دل علــی امـریـن الاول فـضـل الـضـعـفـاء ومـن ثم تری اهل الله یقدیمـون الـضـفـاء علی الکبراء والثانی ثبوت التوسل بالمقبولین ذواتهم واعمالهم۔۔الخ

یہ حدیث دو امر پر دال ہے ایک تو عاجزوں کی فضیلت اور اسی وجہ سے تم اہل اللہ کو دیکھتے ہو کہ عاجزوں کو روساء پر مقدم رکھتے ہیں۔اور دوسرا مقبولین سے توسل کا ثبوت انکی ذات سے بھی اور ان کے اعمال ظاہرہ وباطنہ کے ساتھ بھی۔۔۔الخ

☆التشرف صفحہ۱۳۹☆

نویں روایت:۔حکیم الامت اشرف علی تھانوی" تحریر فرماتے ہیں۔بحوالہ مواھب میں بسند امام ابوالمنصو رصباغ اور ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی" محمد بن حرب ہلال سے روایت کیا ہے۔کہ میں قبر مبارک کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی۔جس میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ سْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوااللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۰

اور میں آپؐ کے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوں اور اپنے رب کے حضور میں آپؐ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں۔پھر دو شعر پڑھے۔۔۔الخ

اور محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ھ میں ہوئی ہے۔(۱) غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اس وقت نکیر منقول نہیں پس حجت ہو گیا۔

☆نشر الطیب صفحہ۳۰۲☆

☆مفتی اعظم مولانا محمد شفیعؒ اپنی معتبر تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔کہ

اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپؐ کی دنیوی حیات کے زمانہ میں ہوسکتی تھی۔اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اس حکم میں ہے۔حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہؐ کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو اسکے تین (۳) روز بعد ایک گاؤں

والا آیا۔ اور قبر شریف کے پاس آ کر گر گیا۔ اور زار زار روتے ہوئے آیت مذکورہ کا حوالہ دے کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی گناہ گار رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول ﷺ اسکے لئے دعائے مغفرت کر دے تو اسکی مغفرت ہو جائے گی اسلئے میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں اُس وقت جو لوگ حاضر تھے انکا بیان ہے کہ اسکے جواب میں روضہ اقدس کے اندر سے آواز آئی۔ (قَدْ غُفِرَ لَکَ) بحر محیط یعنی مغفرت کر دی گئی۔

☆تفسیر معارف القرآن صفحہ ۴۵۸، ۴۵۹ جلد نمبر ۲☆

☆حضرت علامہ نانوتوی ؒ یہ آیت کریمہ لکھ کر تحریر فرماتے ہیں۔

کیونکہ اسمیں کسی کی تخصیص نہیں آپکے ہم عصر ہو یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تربیت تمام اُمت کیلئے یکساں رحمت ہے۔ کہ پچھلے اُمتیوں کا آپکی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ قبر میں زندہ ہوں۔

☆آب حیات صفحہ ۴۰☆

☆تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ کہ

وقد ذكر جماعة منهم الشيخ ابو منصور الصباغ في كتابه الشامل الحكاية المشهورة عن العتبى قال كنت جالسا عند قبر النبى ﷺ فجاء اعرابى فقال السلام	ترجمہ:۔ ایک جماعت نے عتبی ؒ سے مشہور حکایت نقل کی ہے۔ جس جماعت میں شیخ ابو منصور الصباغ ؒ بھی ہیں۔ یہ واقعہ انھوں نے اپنی کتاب الشامل میں بیان کیا ہے عتبی ؒ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اُس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا ہے اور اگر بیشک وہ لوگ جب کہ انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تیرے پاس آتے پس وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور انکے لئے

عليك يا رسول الله .....الخ

☆تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۲۰ جلد نمبر ۱☆

﴿یہ واقعہ امام نوویؒ نے کتاب الاذکار طبع مصر صفحہ ۱۸۵ میں نقل کیا ہے۔﴾

☆تفسیر مدارک صفحہ ۳۹۹ جلد نمبر ۱☆

رسول اللہ ؐ بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔ اسلئے میں اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کیلئے آپکو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی پیش کرنے آیا ہوں۔ اس کے بعد اس نے درد دل سے چند اشعار پڑھے اور چلا گیا۔ اور اسی واقعہ کے آخر میں مذکور ہے کہ خواب میں اسکو کامیابی کی بشارت بھی مل گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عتبیؒ جا کر اس اعرابی سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی مغفرت کردی ہے۔

☆اور علامہ ظفر احمد عثمانیؒ یہ سابق واقعہ ذکر کرکے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ

فثبت ان حكم الاية باق بعد وفاته ﷺ۔ ترجمہ:۔ پس ثابت ہوا کہ آیت کریمہ کا حکم حضور ؐ کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔ ☆اعلاء السنن صفحہ ۳۳۰ جلد نمبر ۱☆

☆علامہ سمہودیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ

ترجمہ:۔ علماء نے اس آیت کریمہ سے آپکی ؐ زندگی اور موت دونوں حالتوں کا عموم سمجھا ہے۔ اور انھوں نے اسکو مستحب قرار دیا ہے۔ کہ جو شخص حضور ﷺ کی قبر مبارک پر جائے وہ اسکو پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔ اور اعرابی کی حکایت اس سلسلہ میں آئمہ کرام ؒ کی ایک جماعت نے عتبیؒ سے نقل کیا ہے۔

☆وفاء الوفاء صفحہ ۱۳۱۱ جلد نمبر ۲☆

ن: اکابرین اُمت کے بیانات سے صاف واضح ہوا کہ آپکی ؐ قبر مبارک پر حاضر ہو کر شفاعت اور مغفرت کی درخواست کرنا قرآن کی آیت کے عموم سے ثابت ہے۔ اور علماء امت نے

اس آیت مبارکہ سے حضور ؐ کی زندگی اور بعد از وفات استمراری دونوں حالتوں میں سوم سمجھ کر حضور ؐ کی قبر مبارک پر اسکو پڑھنا مستحب قرار دیا ہے۔اور یہ صرف آپؐ کی زندگی ہی سے مخصوص نہیں ہے۔

☆ حضرت علامہ زکریاؒ اپنی تصنیف تبلیغی نصاب میں بحوالہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ ابن الحسین سامری حنبلیؒ اپنی کتاب مستوعب میں زیارت قبر النبی ﷺ کے باب میں آداب زیارت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

پھر قبر شریف کے قریب آئے اور قبر شریف کی طرف منہ کر کے اور منبر کو اپنی بائیں طرف کر کے کھڑا ہو اور اسکے بعد علامہ سامری حنبلیؒ نے سلام اور دعا کی کیفیت لکھی ہے۔اور منجملہ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ فِیْ کِتَابِکَ لِنَبِیِّکَ علیہ السلام وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ سْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ وَانِّی قَدْ اَتَيْتُ نَبِيَّكَ مُسْتَغْفِرًا فَاسْئَلُكَ اَنْ تُوْجِبَ لِیَ الْمَغْفِرَةَ كَمَا اَوْجَبْتَهَا لِمَنْ اَتَاهُ فِیْ حَيَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ۔ ☆تبلیغی نصاب فضائل درود شریف صفحہ ۲۷☆

ترجمہ:۔اے اللہ تعالیٰ تو نے اپنے پاک کلام میں اپنے نبی ﷺ سے یوں ارشاد فرمایا کہ اگر وہ لوگ جب انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور پھر اللہ جل شانہٗ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحمت کرنے والا پاتے۔اور میں تیرے نبیؐ کے پاس حاضر ہوا ہوں اس حال میں کہ استغفار کرنے والا ہوں۔تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میرے لیے مغفرت کو واجب کر دے جیسا کہ تو نے مغفرت واجب کی تھی۔اس شخص کیلئے جو رسول اللہ کی خدمت میں انکی زندگی میں آیا ہو۔اے اللہ تعالیٰ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔تیرے نبیؐ کے وسیلہ سے۔

اسکے بعداور لمبی چوڑی دعائیں ذکر کیں:

شیخ الحدیث مفکر اسلام مولانا زکریاؒ اپنی تالیف فضائل صدقات میں بحوالہ مُغنی جو فقہ حنابلہ میں مشہور و معروف ہے اسمیں الفاظ سلام میں یہ الفاظ بھی ذکر کئے ہیں۔

اللھم انک قلت وقولک الحق ولوانھم اذ ظلموا انفسھم جآءوك فاستغفروا اللّٰہ وستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما ٭ وقد اتیتک مستغفرا من ذنوبی مستشفعا بک الی ربی فاسئلک یا رب ان توجب لی المغفرۃ کما او جبتھا لمن اتاہ فی حیاتہ....الخ	ترجمہ:۔اے اللہ تیرا پاک ارشاد ہے اور تیرا ارشاد حق ہے۔اور وہ یہ ہے۔وَلَوْ انھم اذ ظلموا ۔۔۔الخ اب میں آپکے پاس آیا ہوں اور اپنے گناہوں سے مغفرت چاہتا ہوں اور آپ سے اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت چاہتا ہوں۔اے اللہ میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میری مغفرت کو واجب کر دے جیسا کہ تو نے اس شخص کی مغفرت کو واجب کیا جو حضورؐ کی خدمت میں انکی زندگی میں حاضر ہوا تھا۔

یہی الفاظ شرح کبیر میں بھی نقل کیے گئے۔اسی طرح ان دونوں کتابوں میں عتبیؒ کا وہ قصہ بھی نقل کیا گیا ہے۔اسکے بعد شیخ الاسلام صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ خلفاء عباسیہ میں سے منصور عباسی نے حضرت امام مالکؒ سے دریافت کیا کہ دعا کے وقت حضورؐ کی طرف چہرہ کروں یا قبلہ کی طرف۔تو حضرت امام مالکؒ نے فرمایا آپکی طرف سے منہ ہٹانے کا کیا محل ہے جبکہ آپؐ تیرا بھی وسیلہ ہے اور تیرے باپ حضرت آدمؑ کا بھی وسیلہ ہے۔حضور ﷺ کی طرف منہ کر کے حضور ﷺ سے شفاعت چاہو اللہ جل شانہ انکی شفاعت قبول کرے گا۔علامہ زرقانیؒ کہتے ہیں کہ اس قصہ کو قاضی عیاضؒ نے معتبر اساتذہ سے نقل کیا ہے۔اسکا انکار کرنا جرأت ہے۔

☆ شرح مواھب ج۸

نیز تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ قسطلانی شافعیؒ نے مواھب میں لکھا ہے کہ زائرین کو چاہئے کہ بہت کثرت سے دعائیں مانگیں اور حضور ﷺ کا وسیلہ پکڑیں۔۔۔الخ

پھر آگے تحریر فرماتے ہیں کہ ابن حجر مکیؒ شافعی اسکی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ساتھ توسل کرنا سلف صالح کا طریقہ رہا ہے۔اور انبیاءؑ اور اولیاء نے حضورؐ کے وسیلہ سے دعا کی ہے۔

☆فضائل صدقات عکسے فضائل حج صفحہ ۹۱۹، ۹۲۵، ۹۲۱☆

☆علامہ شیخ الحدیث والتفسیر مولانا حسین علیؒ جو مولانا طاہر پنج پیری صاحب کے خصوصی استاد ہے۔وہ بحوالہ علامہ ابن حجرؒ کی الجواہر المنظوم کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

روی علیؓ انه بعد دفنه ﷺ جاء اعرابی فقال یا رسول الله جئتک لتستغفرلی ربی فنودی من القبر الشریف قد غفر لک واتت صفیة عمة النبیؐ بعد وفاته (فقالت) الا یارسول الله انت رجائیا .وکنت بنابرا ولم تک جافیا .وسمع الصحابةؓ ولم ینکرها احد.

ترجمہ:۔حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے کہ حضورؐ کے دفن ہونے کے بعد ایک اعرابی آیا اس نے کہا یا رسول اللہ میں آپؐ کے پاس آیا ہوں۔آپؐ میرے لیے میرے رب سے مغفرت طلب فرمائیں پس روضہ اطہر سے آواز آئی کہ بے شک تیری مغفرت ہو چکی ہے۔اور حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ آپؐ کی وفات کے بعد آئی اور اس نے یہ شعر پڑھی۔ خبردار! اے رسول اللہ ﷺ آپؐ میری امید ہیں۔اور آپؐ ہم پر مہربان تھے اور آپؐ سخت مزاج نہ تھے۔حضرات صحابہ کرامؓ نے یہ سنا اور کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہ کیا۔

☆تحریرات حدیث صفحہ ۲۵۶☆

☆علامہ حسین علی صاحبؒ نے اس واقعہ کو ذکر کر کے مقام استدلال میں پیش کیا اور اس پر نکیر نہیں کیا اور دوسری جگہ بلغة الحیران صفحہ ۳۵۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔جسکا ترجمہ یہ ہے۔کہ کسی مشکل کا حل اللہ تعالی سے بزرگوں کے توسل سے طلب کرنا بجا اور عین رضا ہے۔لیکن موجودہ دور کے نجدیوں

کے پرچار کرنے والے پنج پیری حضرات جو توسل شرعی، حیات انبیاء، کرامت، عذاب قبر وغیرہ مسائل میں خاصے متشدد اور اپنی سطحیت اور ظاہریت میں بہت معروف و مشہور ہیں۔ وہ بھی ان مسائل میں اور خصوصاً توسل کے مسئلہ میں کفر وشرک و بدعت کا فتویٰ لگاتے ہیں اور جمہور علماء دیوبند توسل کے قائل ہیں تو پنج پیری حضرات کسطرح دیوبندی ہونگے۔

﴿سر بکف سر بلند　　　　دیوبند دیوبند﴾

﴿اکابرین امت اور مسئلہ توسل﴾

(۱) امام شافعیؒ سے توسل کا ثبوت:۔

ابوبکر بن خطیب بن علی میمون سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ کہتے سنا۔ کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے وسیلہ سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ ہر روز انکی قبر پر زیارت کیلئے حاضر ہوتا ہوں اور اسکے قریب اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی کی دعا کرتا ہوں۔ اسکے بعد جلد میری مراد پوری ہو جاتی ہے۔

☆ تاریخ خطیب صفحہ ۱۲۳ جلد نمبر ۱ ☆ خیر الفتاویٰ صفحہ ۱۹۴ جلد نمبر ۱ ☆ مناقب امام ابو حنیفہؒ للامام موفق بن احمد مکیؒ صفحہ ۱۹۹ ☆ رد المختار صفحہ ۳۹ جلد نمبر ۱ ☆

(۲) وقال الشیخ عبدالسلام فی کتابہٖ المسمی (التبیان فی تفسیر أم القرآن) ولم یثبت فی تاریخ ان شافعیؒ ذھب مرۃ واحدۃ فی عمرہ الی بغداد الذی فیہ قبر ابی حنیفۃؒ......الخ

الجوب:۔ قال العلامۃ ابن حجر فی الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفۃؒ فی فصل الخامس والثلاثین:۔

ان الامام شافعیؒ ایام ھو ببغداد کان یتوسل بالامام ابی حنیفۃؒ یجئ الی ضریح ویذور فیسلم علیہ ثم یتوسل الی اللہ تعالیٰ بہ فی قضاء حاجاتہ

☆خلاصة الكلام صفحه ۲۵۱ جلد نمبر ۱ ☆الخيرات الحسان صفحه ۱۴۹ جلد نمبر ۱ ☆جامع المسانيد صفحه ۲۰ جلد نمبر ۱ ☆
وقال تانيب الخطيب صفحه ۱۴ رجال هذا السند كلهم موثقون عند الخطيب. ☆عقود الجمان صفحه ۲۲۳ ☆

(۳) امام مالکؒ سے توسل کا ثبوت:۔

ان الامام مالكا قال للمنصور الخليفة الثانی من بنی العباس لم تصرف وجهک عن النبی ﷺ وهو وسيلتک ووسيلة ابيک آدم الى الله تعالى بل استقبله واستشفع به فيشفعه الله فيک.	ترجمہ:۔امام مالکؒ نے خلیفہ منصور کو فرمایا کہ آپؐ کی طرف سے منہ ہٹانے کا کیا محل ہے۔جبکہ حضورؐ تیرا بھی وسیلہ ہیں اور تیرے باپ حضرت آدمؑ کا بھی وسیلہ ہے۔ حضورؐ کی طرف سے منہ کرکے حضورؐ سے شفاعت چاہو اللہ تعالیٰ انکی شفاعت قبول کرے گا۔

☆نقله الخفاجی فی شرح الشفاء صفحہ ۳۹۸ جلد نمبر ۳ ☆

(۴) امام احمد بن حنبلؒ سے توسل کا ثبوت:۔

انه توسل الامام احمد بن حنبل بالامام الشافعیؒ۔حتی تعجب ابنه عبدالله بن احمد بن حنبل من ذلک۔فقال الامام احمد له ان الشافعیؒ كالشمس للناس۔ ☆شواھد الحق صفحہ ۱۴۲ ☆

(۵) علامہ ابن حجر مکیؒ خیرات الحسان صفحہ ۲۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

اعلم انه لم يزل العلماء وذو الحاجات يزورون قبره (اى قبر ابی حنيفةؒ) ويتوسلون به فی	واضح رہے کہ علماء اور اہل حاجات ہمیشہ امام ابوحنیفہؒ کے مزار کی زیارت کرتے اور اپنی حاجت برآری میں انکا وسیلہ پکڑتے رہے۔

قصاء حوائجهم ويرون نجح ذلك منهم الامام الشافعیؒ لما کان ببغداد فانه جاء عند قبره، انه قال انی لاتبرك بابی حنیفةؒ واجئی الی قبره...... الخ

اور کامیابی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ان علماء میں امام شافعیؒ بھی شامل ہیں جب وہ بغداد تشریف لائے تو مزار امام ابوحنیفہؒ پر آئے آپکا ارشاد ہے کہ میں امام ابوحنیفہؒ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپکی قبر پر حاضر ہوتا ہوں۔۔۔۔۔الخ

(٦) علامہ قسطلانی شافعیؒ نے مواھب میں لکھا ہے کہ زائرین کو چاہئے کہ بہت کثرت سے دعائیں مانگیں اور حضور ﷺ کا وسیلہ پکڑیں۔

☆ فضائل صدقات، فضائل حج صفحہ ۹۲۰ ☆

(٧) فقیہ العصر عبدالرحمٰن بن الشیخ محمد بن سلیمان الحنفیؒ سے توسل کا ثبوت:۔

علامہ عبدالرحمٰن تحریر فرماتے ہیں۔کہ

ویقول السلام علیک یا رسول اللهؐ اسألک الشفاعة الکبرٰی واتوسل بک الی الله تعالٰی فی ان اموت مسلما علی ملتک و سنتک...الخ

ترجمہ:۔اور کہے سلام ہو آپؐ پر اے اللہ تعالٰی کے رسولؐ میں آپؐ سے بڑی شفاعت مانگتا ہوں اور آپکو اللہ تعالٰی کے ہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میں آپؐ کی ملت وسنت پر مسلمان ہوتے ہوئے مروں۔۔۔الخ

☆ مجمع الانہر صفحہ ۳۱۳ فی شرح ملتقی الابحر ☆

(٨) علامہ ابن الھمام الحنفیؒ حضور ﷺ کی قبر مبارک کے پاس حاضری کے آداب بتلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

ثم یسئل النبیؐ الشفاعة فیقول یارسول اللهؐ اسألک الشفاعة یارسول اللهؐ اسئلک الشفاعة واتوسل بک الی الله تعالٰی فی

ترجمہ:۔پھر حضور ﷺ سے شفاعت کا سوال کرے پس کہے اے اللہ تعالٰی کے رسولؐ میں آپؐ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں۔یا رسول اللہؐ میں آپ سے شفاعت کی

ان اموت مسلما علی ملتک وسنتک ...الخ

☆فتح القدیر صفحہ ۳۳۷ جلد نمبر ۲☆

درخواست کرتا ہوں اور آپکو اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میں آپکی ملت وسنت پر مسلمان ہوتے ہوئے مروں۔

(۹) علامہ ابن عابدین الشامی الحنفیؒ تحریر فرماتے ہیں۔کہ

وقال السبکیؒ یحسن التوسل بالنبی ﷺ الی ربہ ولم ینکرہ احد من السلفؒ والخلفؒ الا ابن تیمیۃؒ فابتدع مالم یقلہ عالم قبلہ۔

☆شامی صفحہ ۳۵۰ جلد نمبر ۵☆

ترجمہ:۔امام سبکیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور ﷺ کا توسل مستحسن ہے۔اسکا بغیر ابن تیمیہؒ کے خلف وسلفؒ میں سے اور کسی نے انکار نہیں کیا اور ابن تیمیہؒ نے ایک ایسی بدعت گھڑی ہے کہ ان سے پہلے کسی عالم نے یہ بات نہیں کہی۔

(۱۰) علامہ حسنؒ بن عماد الحنفیؒ سے توسل کا ثبوت:۔

جئنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہؐ یشفع لنا ویسئال اللہ ربنا ان یتقبل سعینا ویحینا علی ملتہٖ و یمیتنا علیھا ویحشرنا فی زمرتہٖ...الخ

☆نور الایضاح صفحہ ۱۹۱☆

ترجمہ:۔ہم تم دونوں کے پاس آئے ہیں تمھیں بطور وسیلہ حضورؐ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔تاکہ آپ ہمارے لیے شفاعت کریں اور اللہ تعالیٰ سے جو ہمارا رب ہے سوال کریں کہ وہ ہماری سعی کو قبول فرمائے اور ہمیں آپکی ملت پر زندہ رکھے اور اسی پر وفات دے۔اور آپؐ کے جماعت میں ہمارا حشر کرے۔

(۱۱) علامہ عبد العلیؒ تحریر فرماتے ہیں۔کہ

ثم یسأل النبی ﷺ الشفاعۃ

ترجمہ:۔پھر حضورؐ سے شفاعت طلب کرے اور

فیقول یا رسول اللہ اسأ لک الشفاعة یا رسول اللہ اسأ لک الشفاعة واتوسل بک الی اللہ تعالی فی ان اموت مسلمًا علی ملتک وسنتک...الخ	کہے یارسول اللہ میں آپکی شفاعت کا سوال کرتا ہوں۔ یارسول اللہ میں آپکی شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپکے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ میں آپکی ملت اور آپ کی سنت پر مروں۔۔۔۔الخ

☆رسائل الارکان صفحہ ۱۸۴ طبع لکھنو☆

(۱۲) فتاویٰ ھندیہ المعروف فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

ویبلغه سلام من او صاه فیقول السلام علیک یا رسول اللہ من فلان بن فلان یستشفع بک الی ربک فاشفع له ولجمیع المسلمین...الخ	ترجمہ:۔جس شخص نے حضور کی خدمت میں سلام کہنے کی تاکید کی ہو آپ کو اسکا سلام بھی عرض کرے پس یوں کہے کہ یارسول اللہ فلان بن فلان نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بناتا ہے سو آپ اس کے لیے اور تمام مسلمان کیلئے شفاعت کریں۔۔۔الخ

☆فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۲۸۲ جلد نمبرا طبع مصر☆

اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ حضور ﷺ کے روضہ اقدس کے پاس شفاعت کی درخواست اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ روضہ اطہر میں حضور ﷺ زندہ ہیں۔ اور حضور ﷺ کے جسد اطہر سے روح مبارک کا اتصال علاقہ اور تعلق ہے اور شفاعت کی درخواست کرنے والے کی التجاء کیلئے آپ خود حاجت فرماتے ہیں۔ اگر محض توسل کی صورت ہو تو قبر کے پاس حاضری کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں توسل تو ہر جگہ سے ہو سکتی ہے۔

﴿توسل کے بارے میں ایک عجیب واقعہ﴾

(۱۳)علامہ قسطلانیؒ جو مشہور محدث ہے۔مواھب لدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

میں ایک مرتبہ اس قدر سخت بیمار ہوا۔کہ طبیب علاج سے عاجز ہو گئے اور کئی سال تک مسلسل بیمار رہا۔میں نے ایک مرتبہ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۸۹۳ھ کو جب کہ میں مکہ مکرمہ میں حاضر تھا حضورؐ کے وسیلہ سے دعاء کی اسکے بعد میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی ہے۔جس کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے جسمیں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ دوا احمد بن القسلانیؒ کیلئے حضور ﷺ کی طرف سے حضورؐ کے ارشاد سے عطا ہوئی ہے۔میں خواب سے جاگا تو مرض کا اثر تک بھی نہ تھا۔

نیز وہ فرماتے ہیں کہ ۸۸۵ھ میں مجھے ایک واقعہ اور پیش آیا کہ میں قبر شریف کی زیارت سے واپس ہو رہا تھا کہ راستہ میں ایک حبشی ہرن نے میری خادمہ سے ٹکر ماری جس سے وہ گر گئی اور کئی دن سخت تکلیف میں رہی میں نے حضور ﷺ کے وسیلہ سے اس کیلئے دعائے صحت کی تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ہے جن کے ساتھ ایک جن بھی ہے۔جس نے ہرن کی صورت میں خادمہ کو ٹکرایا تھا وہ صاحب کہنے لگے کہ اسکو حضورؐ نے تیرے پاس بھیجا ہے میں نے اس جن کو ملامت کی اور اس کو قسم دی کہ پھر کہیں ایسی حرکت نہ کرنا اسکے بعد جو میری آنکھ کھلی تو اس خادمہ پر کچھ اثر تکلیف کا نہ تھا۔(مواھب) ☆فضائل صدقات صفحہ ۹۳۷☆

(۱۴)مشہور محدث ابو خاتم ابن حبان صاحب صحیحؒ، کتاب الثقات میں حضرت امام علی الرضا بن موسیٰؒ کے حالات زندگی میں فرماتے ہیں۔کہ

ما حلت بی شدۃ فی وقت مقامی بطوس	ترجمہ:۔اقامت طوس کے دوران جب بھی
وزرت قبر علی بن موسی الرضا	مجھے کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تو میں نے
صلوات اللہ علی جدہ وعلیہ ودعوت	امام علی الرضا کے مزار کی زیارت کر کے اللہ
اللہ تعالی ازالتھا عنی الا استجیب	تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وہ
لی وزالت عنی تلک الشدۃ۔الخ	مصیبت اور سختی دور فرمادی۔۔۔الخ

جمہور علماء کرام اور مسئلہ توسل

جمہور اہل سنت والجماعۃ علماء دیوبند توسل کے قائل ہیں۔ چنانچہ

(۱) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ توسل کے مسئلہ کی تفصیل کرتے ہوئے اور اسکی اقسام بیان کرتے ہیں۔

والتفصيل في المسئلة ان التوسل بالمخلوق له تفاسير ثلثة:۔	ترجمہ:۔ اور اس مسئلہ میں تفصیل یہ ہے کہ توسل بالمخلوق کی تین صورتیں ہیں۔ ایک
الاول۔دعاءه واستغاثته كديدن المشركين وهو حرام اجماعا۔	مخلوق سے دعا کرنا ، اور اس سے التجا کرنا جیسے مشرکین کا طریقہ ہے اور یہ بالا جماع حرام ہے۔
الثاني۔طلب الدعاء منه (وهذا جائز في من يمكن طلب الدعاء منه) ولم يثبت في الميت بدليل فيختص هذا المعنى بالحي۔۔الخ	اور دوسری صورت یہ کہ مخلوق سے دعا کی درخواست کرنا اور یہ ایسے شخص کے حق میں جائز ہے جس سے دعا کی درخواست ممکن ہے۔ اور یہ امکان میت میں کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ پس یہ صورت زندہ کیساتھ مخصوص ہوگی۔
والثالث۔دعاء الله ببركة هذا المخلوق المقبول وهذا قد جوزه الجمهور۔۔۔الخ	اور تیسری صورت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اس مقبول مخلوق کی برکت سے اور اسکو جمہور علماء نے جائز رکھا ہے۔

☆التشرف صفحہ ۱۴۱ ☆ بوادر النوادر صفحہ ۷۶۱ ☆

(۲) شاہ محمد اسحاق دہلویؒ سے توسل کا ثبوت:۔

کہ دعاء بایں طور کہ الٰہی بحرمت نبیؐ وولی حاجت مرا رواکن جائز است۔۔۔الخ ☆مأۃ مسائل صفحہ ۲۱☆	ترجمہ:۔ اس طریقہ سے دعا کرنا کہ اے میرے پروردگار نبیؐ اور ولی کی حرمت سے میری حاجت پوری کردے۔ جائز ہے۔

(۳) حضرت شاہ ولی اللہؒ سے توسل کا ثبوت:۔

ومن ادب الدعاء تقديم الثناء على الله تعالٰى والتوسل بنبى الله ليستجاب۔

ترجمہ:۔اور دعا کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی تعریف اور حضور ﷺ کے وسیلہ کو مقدم کیا جائے تا کہ دعاء کو قبولیت کا شرف حاصل ہو۔

☆ حجۃ اللہ البالغۃ صفحہ ۶ جلد نمبر ۲ ☆

اس عبارت سے صاف آفتاب نیم روز کی طرح معلوم ہوا کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے دعا میں حضورؐ کے توسل کو مستحب اور قبولیت دعاء کا بہترین ذریعہ قرار دیا۔

☆ گر نہ بیند بروز پرہ چشم　　چشمۂ آفتاب راچہ گناہ ☆

(۴) علامہ سمہودیؒ اور علامہ سبکیؒ سے توسل کا ثبوت:۔

قلت كيف لا يستشفع ولا يتوسل بمن له هذا المقام والجاه عند مولاه بل يجوز التوسل بسائر الصالحين كما قاله السبكىؒ۔۔۔الخ

☆ وفاء الوفاء صفحہ ۱۴۱۹ جلد نمبر ۲ ☆

ترجمہ:۔میں کہتا ہوں کہ حضورؐ کی ذات گرامی کو شفیع اور وسیلہ بنانا تو بھلا کیسے جائز نہ ہوگا۔ جن کو اللہ تعالٰی کے ہاں جاہ اور مرتبہ حاصل ہے۔ بلکہ آپ تو ہی ہیں بلکہ تمام صالحین کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔۔۔الخ

(۴) علامہ سبکیؒ دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔کہ

ان التوسل بالنبیؐ جائز فی کل حال قبل خلقه وبعد خلقه فی مدة حياته فی الدنيا وبعد موته فی مدة البرزخ وبعد البعث فی عرصات القيامة والجنة۔۔الخ

ترجمہ:۔حضورؐ کا توسل ہر حال میں جائز ہے۔آپؐ کی پیدائش سے قبل اور دنیا میں آپؐ کی زندگی کی مدت میں اور وفات کے بعد برزخ میں اور قیامت کے دن میدان حشر اور جنت میں ہر مقام پر جائز ہے۔

☆ شفاء السقام صفحہ ۱۲۰ ☆

(۵) حکیم الامت علامہ اشرف علی تھانویؒ سے توسل کا ثبوت:۔

حکیم الامت علامہ تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ توسل کی حقیقت یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ فلاں شخص میرے نزدیک آپکا مقبول بندہ ہے۔ اور مقبولین سے محبت رکھنے پر آپکا وعدہ محبت ہے۔ (المرء مع من احب) پس آپ نے اس رحمت کو مانگتا ہوں۔ پس توسل میں یہ شخص اپنی محبت کو اولیاء اللہ کے ساتھ ظاہر کر کے اس محبت پر رحمت وثواب مانگتا ہے اور محبت اولیاء اللہ کا موجب رحمت وثواب ہونا نصوص سے ثابت ہے۔ ☆انفاس عیسیٰ صفحہ ۱۴۱☆

(۶) علامہ تقی الدین سبکیؒ سے توسل کا ثبوت:۔

فالتوسل والتشفع والتجوه والاستغاثة بالنبیؐ وسائر الانبیاء والصالحين ليس لها معنى في قلوب المسلمين غير ذلك ولا يقصد بها احد منهم سواه فمن لم ينشرح صدره لذلك فليبك على نفسه۔۔الخ

ترجمہ:۔ حضورؐ اور اسی طرح انبیاء کرامؑ اور نیک لوگوں کے وسیلہ، سفارش، جاہ وطفیل سے دعا کرنے کا معنیٰ مسلمانوں کے دلوں میں اسکے سوا اور کچھ نہیں (کہ ان پر ایمان لانا اور ان سے محبت کرنا نیکی ہے) اور کوئی مسلمان اس معنیٰ کے علاوہ اور کچھ ارادہ توسل کے بغیر نہیں کیا کرتا مگر جن کا سینہ (دل) اسکے فہم کیلئے نہ کھلے تو اسکو اپنے نفس پر رونا چاہئے۔۔۔الخ

☆شفاء السقام صفحہ ۱۲۹☆

پنج پیری حضرات کے ظن باطل کیلئے تقی الدین سبکیؒ کا قول تریاق ہے۔ امید ہے کہ اس سے ان کو صحت یابی حاصل ہو جائے گی۔ اور اگر صحت یابی حاصل نہ ہو جائے تو پھر رونے کے بغیر ان کے لیے کوئی چارہ نہیں ہے۔ پس انہیں اپنی جانوں پر رونا چاہیے۔

(۷) علامہ آلوسیؒ سے توسل کا ثبوت:۔

علامہ آلوسیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ

وبعدهذا كله انا لا ارى بأسافى التوسل الى الله تعالى بجاه النبىّ عندالله تعالى حياوميتا ويراد من الجاه معنى يرجع الى صفته من صفاته مثل ان يرادبه المحبة التامة المستدعية عدم رده وقبول شفاعته فيكون معنى قول القائل الٰهى اتوسل بجاه نبيك ان تقضى لى حاجتى الٰهى اجعل محبتك له وسيلة فى قضاء حجتى ولا فرق بين هذا وبين قولك الٰهى اتوسل برحمتك ان تفعل كذا اذ معناه ايضا الٰهى اجعل رحمتك وسيلة فى كذا الخ ☆روح المعانی صفحہ۱۲۸ جلد نمبر۶ مکتبہ امدادیہ ملتان☆

ترجمہ:۔اس ساری بحث کے بعد میں اللہ تعالیٰ کے ہاں حضورؐ کی جاہ سے آپؐ کی زندگی میں اور بعد از وفات توسل میں کوئی حرج نہیں سمجھتا اور آپکی جاہ و توسل سے مراد کوئی ایسا معنیٰ لیا جائے گا جو آپکی صفات میں سے کوئی صفت کی طرف راجع ہو۔ مثلاً آپؐ کی محبت تامہ جو عدم رد اور قبول شفاعت کو چاہتی ہے۔ لهذا قائل کے اس طرح کہنے کا کہ اے اللہ میں تیرے نبیؐ کے جاہ سے توسل کرتا ہوں کہ تو میری حاجت پوری کردے یہ معنیٰ ہوگا کہ اے میرے اللہ تیری جو محبت حضورؐ کے ساتھ ہے اسکو میری حاجت پورا کرنے کا وسیلہ بنا دے اور اَمیں اور تیرے اس قول میں کوئی فرق نہیں کہ اے میرے اللہ میں تیری رحمت سے توسل کرتا ہوں کہ تو ایسا کردے کیونکہ اسکا بھی معنیٰ ہے کہ اے اللہ تو اپنی رحمت کو اس میں وسیلہ بنا دے۔۔۔الخ

علامہ آلوسیؒ پھر آگے فرماتے ہیں کہ

ان التوسل بجاه النبىّ لا بأس به ايضا ان كان المتوسل بجاهه مما علم ان له جاها

ترجمہ:۔حضورؐ کے علاوہ اوروں کی جاہ و برکت سے توسل میں بھی کوئی حرج نہیں ہے جبکہ یہ معلوم ہوا کہ جسکی جاہ سے توسل کیا جاتا ہے،

عـنـد اللّٰہ تـعـالـی کـا المقطوع اللہ تعالیٰ کے ہاں اسکی جاہ ہے جیسے وہ شخصیت

بصلاحہ وولایتہ....الخ جو کہ یقینی طور پر اسکی صلاح وولایت معلوم

☆روح المعانی صفحہ ۱۲۸ جلد نمبر ۶ ☆ ہو۔۔۔الخ

اس درجہ بالا عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی سے زندگی میں بھی اور بعداز وفات بھی توسل جائز ہے۔

(۸) علامہ حسین علیؒ سے توسل کا ثبوت:۔

مولانا حسین علیؒ جو مولانا طاہر پنج پیری کے خصوصی استاد ہیں وہ فرماتے ہیں۔کہ

وحل مشکلے از حق تعالیٰ طلب ترجمہ:۔کسی مشکل کا حل اللہ تعالیٰ سے

نمودن بتوجہ بزرگان بجا است بزرگوں کے توسل سے طلب کرنا بجا اور

وعین رضا است الی ان قال بداں عین رضا ہے۔پھر آگے فرماتے ہیں۔

اے برادر گفتن یارسول اللہؐ بطریق اے بھائی تو جان لے کہ یا رسول اللہؐ

تعشق وتوسل خارج از مبحث بطور محبت اور توسل کے کہنا اختلافی بحث

است...الخ ☆بلغۃ الحیران صفحہ ۳۵۴ ☆ سے خارج ہے۔(اسلئے کہ وہ جائز ہے)

(۹) علامہ غلام اللہ خانؒ جس نے جواہر القرآن کو ترتیب دیا ہے اسمیں تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو چھوٹی بچیاں گلی کوچوں میں یا محمداہ یا محمداہ کہتی پھرتی رہتی تھیں۔اس سے انکا مقصد نداء اور پکار نہ تھا بلکہ وہ محض عقیدت اور محبت کے اظہار کے طور پر کہہ رہی تھیں۔

اس سے پہلے تحریر فرماتے ہیں کہ حرف نداء (یا) جسطرح نداء اور استغاثہ کیلئے آتا ہے۔اسی طرح ندبہ،تعجب،شوق،حسرت،اور محبت کے اظہار کیلئے بھی آتا ہے۔

☆جواہر القرآن صفحہ ۱۴

(۱۰)اس لئے فقیہ العصر محدث کبیر مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد فرید دامت برکاتہم العالیہ ...
فرماتے ہیں کہ:۔ جو شخص پیغمبر ﷺ کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب مانتا ہو تو وہ قرآن ... حدیث،
آثار اور عبارات فقہاء کی بناء پر کافر اور مشرک ہے۔ البتہ محض نداء استلذاذا یا محبت ... فر
شرک کہنے والا جاہل یا متجاہل ہے۔ نیز صلاۃ وسلام میں نداء جائز ہے۔ جبکہ ملائکہ کے پہنچانے
کے عقیدہ کی بناء پر ہو۔ ☆فتاویٰ فریدیہ صفحہ ۸۳ جلد نمبر ۱☆

نیز فقیہ العصر مفتی اعظم صاحب دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ غیر اللہ کو غائبانہ نداء کرنا پانچ
قسم پر ہیں۔

(۱) کہ پیغمبر وغیرہ کا کشف ہو جائے اور نداء کرے تو یہ جائز ہے۔

(۲) اور اس عقیدے کیساتھ کہ فرشتے اسے پہنچاتے ہیں صرف صلاۃ وسلام میں جائز ہے۔

(۳) اور اس خیال کیساتھ کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پہنچادیگا موہم شرک ہے۔

(۴) اور عشق ومحبت کی وجہ سے حاضر اور مخاطب کی طرح نداء کرنا نہ شرک ہے اور نہ موہم شرک ہے
بلکہ معمول اور معروف ہے۔

(۵) اور اعتقاد علم غیب اور علم کلی کیساتھ شرک جلی ہے۔ اور اہل شرک اور اہل بدع کے شعار سے
اجتناب ضروری ہے۔ ☆مقالات صفحہ ۱۲☆

(۱۱) علامہ رشید احمد گنگوہیؒ سے توسل کا ثبوت:۔

الجواب:۔ چونکہ اب بندہ سے سوال کیا گیا ہے تو جواب مختصر لکھنا ضروری ہوا۔
استعانت کے تین معنی ہیں۔ ایک یہ کہ حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ بحرمت فلاں میرا کام کرے یہ
باتفاق جائز ہے۔ خواہ عند القبر ہو خواہ دوسری جگہ اسمیں کسی کو کلام نہیں۔ دوسرے یہ کہ صاحب قبر
سے کہے کہ تم میرا کام کردو یہ شرک ہے۔ خواہ قبر کے پاس کہے خواہ قبر سے دور کہئے اور بعض
روایات میں جو آیا ہے اعینونی عباداللہ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں بلکہ عباداللہ جو
صحراء میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے انکو اسی کام کے واسطے وہاں

مقرر کیا ہے۔ تو وہ اس باب سے نہیں ہے اس سے حجت جواز پر لانا جہل ہے معنی حدیث سے۔ تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کردیوے اسمیں اختلاف علماء کا ہے۔ مجوز سماع موتی اسکے جواز کے مقر ہیں۔ اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اسکا فیصلہ اب کرنا محال ہے۔ مگر انبیاء کرامؑ کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے انکو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر مبارک کے شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے۔ ☆ فتاوٰی رشیدیہ صفحہ ۱۱۲ ☆

نیز لکھتے ہیں اور سماع موتیٰ کا مسئلہ بھی صحابہؓ کے وقت سے مختلف فیہ ہو معھذا سلام کرنے کو کوئی منع نہیں کرتا۔ ☆ فتاوٰی رشیدیہ صفحہ ۱۱۲ ☆

(۱۲) علامہ عبدالحیؒ سے توسل کا ثبوت:۔

علامہ عبدالحیؒ سے کسی نے سوال کیا ہے کہ ادتخیرتم فی الامور فاستعینوا باصحاب القبور...الخ تو اس کے جواب کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

ونیز براستمداد ہم محمول میتواں شد یعنی وقتیکه متحیر شوید در امور وکار بر آری شما نشود پس دعائے انجاح مرام بوسیله اصحاب قبور سا زید وایشاں را وسیله گردا نیده ازجناب باری تعالیٰ دعا سازید تا ببرکت ایشاں بدرجه قبول رسد نه ایں که ایشاں را حلال مشکلات استقلالاً یا شریک کارخانه تدبیر عالم ۔	ترجمہ:۔ اور اس عبارت کو توسل پر بھی حمل کیا جاسکتا ہے یعنی جس وقت تم امور میں حیران ہو جاؤ اور تمھارا مطلب پورا نہ ہو سکے تو تم حاجت میں کامیابی کیلئے اصحاب قبور کے وسیلہ سے دعا کرو اور انکو وسیلہ قرار دیتے ہوئے جناب باری تعالیٰ سے دعا کرو۔ تاکہ انکی برکت سے دعا درجہ قبولیت کو پہنچ جائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ انکو استقلالاً مشکل کشا یا کارخانہ عالم کی

دانید که ایں عین شرك است...الخ	تدبیر میں شریک سمجھا جائے کیونکہ یہ
☆مجموعہ فتاوٰی عبدالحیؒ صفحہ ۲۳ جلد نمبر ۳☆	عین شرک ہے۔۔۔الخ

﴿اکابرین علماء دیوبند اور مسئله توسل﴾

علماء دیوبند کے جملہ اکابر جوازِ توسل کے قائل ہیں اور انکے ہاں اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اس لئے علماء دیوبند کے متفقہ عقائد کی کتاب (المهند على المفند) میں ہے۔

السوال الثالث والرابع:۔

(۱)هل للرجل ان يتوسل فى دعواته بالنبيؐ بعد الوفاة ام لا؟۔	ترجمہ:۔کیا وفات کے بعد رسول اللہ کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟
(۲)ايجوز التوسل عندكم بالسلف الصٰلحين من الانبياء والصديقين والشهداء واولياء رب العٰلمين ام لا؟	ترجمہ:۔تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء، صدیقین اور شہداء واولیاء اللہ کا توسل بھی جائز ہے یا ناجائز؟
	الجواب:۔
الجواب:۔عندنا وعند مشائخنا يجوز التوسل فى الدعوات بالانبياء والصٰلحين من الاولياء والشهداء والصديقين فى حيٰوتهم وبعد وفاتهم بان يقول فى دعائه اللهم انى اتوسل اليک بفلان ان تجيب دعوتى وتقضى حاجتى الى غير ذٰلک	ترجمہ:۔ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاءؑ وصلحاء واولیاء وشہداء وصدیقین کا توسل جائز ہے۔ انکی حیات یا بعد وفات بایں طور کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اسکی تصریح فرمائی ہے۔ ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی

كما صرح به شيخنا ومولانا الشاه محمد اسحق الدهلوى ثم المهاجر المكى ثم بينه فى فتاوه شيخنا ومولانا رشيد احمد الكنكوهیؒ وفى هذا الزمان شائعة مستفيضة بايدى الناس وهذه المسئلة مذكورة على صفحة ۹۳ من الجلد الاول منها فليراجع اليها من شاء۔☆المهند على المفند صفحه ۲۷☆ ☆یعنی عقائد علماء اہل سنت دیوبند☆

نے، پھر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بھی اپنے فتاویٰ میں اسکو بیان فرمایا ہے۔ جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے۔۔۔الخ

گستاخ علماء ومحدثین: ۔خان بادشاہ بن شاندی گل پنج پیری نے اپنی کتاب التنقید الجوہری میں محدث کبیر مولانا زکریاؒ اور شیخ الحدیث بانی دارالعلوم حقانیہ مولانا عبدالحقؒ اور شیخ الحدیث سرفراز خان صفدر صاحب اور مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد فرید صاحب اور شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر حسن جان صاحب اور مناظر اہلسنت والجماعت حضرت مولانا حمداللہ جان صاحب وغیرہ کے بارے میں ایسے گستاخانہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ ان کا نقل کرنا بھی مجھے اچھا نہیں لگتا۔اور صفحہ ۱۵ پر علماء دیوبند پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔الجواب:۔یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یہ کتاب (المهند على المفند) تمام علماء دیوبند کی متفقہ عقائد کی کتاب ہے۔اور طیب پنج پیری صاحب بھی مسلک الاکابر صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں۔ ہمارے کرم فرماؤں کا المهند على المفند یعنی عقائد علماء اہل سنت دیوبند پر عدم اعتماد۔۔۔الخ

اسکے بارے میں مجھ ناچیز نے دارالعلوم دیوبند سے استفتاء کیا۔

السوال:۔بعض لوگ کہتے ہیں۔کہ یہ کہنا درست اور صحیح نہیں کہ (المهند على المفند) یہ کتاب تمام علماء دیوبند کی متفقہ عقائد کی کتاب ہے۔مہربانی کرکے اسکی

وضاحت فرمائیں۔

الجواب:۔نمبر ۱۴۲۷۷:۔جو شخص یہ کہتا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔المھند علی المفند تی علماء دیوبند کا متفقہ عقیدہ ہے۔

دستخط:۔حبیب الرحمٰن ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ

مرد حقانی کی پیشانی کا نور، کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

اسی طرح مولانا طاہر پنج پیری صاحب نے بھی ابن تیمیہ اور عبدالوہاب نجدی کے قدم پر قدم رکھا ہے اور حنفیت و دیوبندیت کے لباس میں ملبوس ہو کر نجدیت کا پرچار کرتا ہے۔ اس لئے کہ علامہ شمس الحق افغانی" کے ملفوظات اہل سنت والجماعت کا صحیح مسلک مع تکملہ صفحہ ۳۵ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بوسیلہ ذوات فاضلہ سوال کرنا ملا پنج پیر کے نزدیک حرام بلکہ شرک ہے جیسا کہ اسکی کتاب البصائر میں تصریح موجود ہے۔(وھکذا مشرکو از مانـنـا ...الخ)

اغیار کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا ٹوٹے جو ستارہ تو زمین پر نہیں گرتا

گرتے ہیں سمندر میں بڑے شوق سے دریا لیکن کسی دریا میں سمندر نہیں گرتا

﴿پنج پیری حضرات کا علماء دیوبند سے تضاد﴾

ہمارے مسلمان بھائیو! اب آپ خود فیصلہ اور موازنہ کریں کہ کیا پنج پیری حضرات دیوبندی ہیں یا کوئی اور چیز۔۔۔؟ اس سے قبل توسل کے بارے میں علماء دیوبند کے متفقہ عقائد کی کتاب (المھند علی المفند) کا حوالہ ذکر ہوا۔ اور بعد میں بھی دارالعلوم دیوبند کے مفتیان عظام و محدثین حضرات کے اقوال ذکر کیے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور اہل سنت والجماعت علماء دیوبند توسل کے قائل ہیں۔ بایں طور کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اس کے مقبول بندہ کے وسیلہ، طفیل یا برکت سے جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے۔ اور مولانا طاہر پنج پیری اور ان کے حواریین

نے علماء دیوبند سے اعراض کر کے توسل شرعی کو توسل شرکی قرار دیا ہے۔اب پنج پیری حضرات دیوبندی ہیں یا کوئی اور فرقہ۔۔۔؟اگر پنج پیری حضرات دیوبندی ہوتے تو اس مسئلہ توسل میں بھی وہ علماء دیوبند جو اہل سنت والجماعت کے عقائد کے متفقہ کتاب ہے(المہند علی المفند) کی مخالفت نہیں کرتے لیکن پنج پیری حضرات توسل، حیات انبیاءؑ، کرامت، عذاب قبر وغیرہ میں اختلاف تو درکنار علماء دیوبند پر تنقید بھی کرتے ہیں تو پھر وہ کیسے دیوبندی ہوگئے۔(بقول حکیم الامت حضرت علامہ اشرف علی تھانویؒ غرض زمانہ خیرالقرون کا تھا اور کسی سے اس وقت نکیر یعنی توسل سے انکار منقول نہیں پس حجت ہوا۔وسیلہ بالذوات الفاضلہ سے خیرالقرون میں کسی نے انکار نہیں کیا ہے) لیکن آج ۱۴سو سال بعد پنج پیری حضرات اس کا انکار کرتے ہیں۔بلکہ اس کے جواز کو بدعت اور گناہ کبیرہ کہتے ہیں۔اس سے ان کا علمی مقام اور سلف صالحین اور علماء دیوبند اھل سنت والجماعت کی عدم اتباع کا پتہ لگتا ہے کہ وہ حقیقت میں دیوبندی نہیں ہیں۔بلکہ پیروکار عبدالوہاب نجدی صاحب کے ہیں۔بھائیو! میں آپ سے ایک مسلمان بھائی کی حیثیت سے التماس کرتا ہوں۔کہ ان پنج پیری جیسے فتنوں سے اپنے آپکو بھی بچائیں اور عزیز واقارب اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس سے بچنے کی تلقین کریں۔اس لئے کہ اہل سنت والجماعت علماء دیوبند سے انکا کوئی واسطہ نہیں بلکہ وہ عبدالوہاب نجدی صاحب کی اولاد ہیں۔اس کے بارے میں مفتی اعظم مولانا محمد شفیع دیوبندیؒ تحریر فرماتے ہیں۔وہابی اس جماعت کو کہا جاتا ہے جو شیخ عبدالوہاب نجدی کے پیرو اور معتقد ہیں۔نجد کی ایک جماعت ان کے ساتھ منسوب ہے علماء دیوبند کو نہ ان سے تلمذ (شاگردی) کا رشتہ حاصل ہے۔نہ عقیدت کا بلکہ بہت سے مسائل میں ان کے خلاف ہیں۔☆امداد المفتیین کتاب الایمان والعقائد☆اور پنج پیری حضرات حنفیت ودیوبندیت کے لباس میں نجدیت کا پرچار کرتے ہیں۔اور لوگوں کے گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں تاکہ ان کے صحیح عقائد کو تباہ کریں۔

بھائیو!اسی فرقے سے دوسرے فرقے بنتے جارہے ہیں ان پنج پیری فرقے سے اہل حدیث

جماعت المسلمین وغیرہ جیسے فرقے نکل رہے ہیں۔ جس کا زندہ مثال مولانا عبدالسلام صاحب ہے کہ ابتدا میں وہ پنج پیریوں کے شیخ القرآن اور مناظر تھے اور اب اہل حدیث کا سب سے بڑا عالم مانا جاتا ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی حضرات ایسے ہیں جو ابتدا میں پنج پیریت میں سرگرم تھے پھر اہل حدیث، جماعت المسلمین، عثمانی اور حزب اللہ وغیرہ فرقوں میں داخل ہورہے ہیں۔ یہی وہ تسلسل ہے جن کے زریعے دوسرے فرقے جنم لیتے ہیں۔ ذی عقل لوگوں کو یہی ثبوت بھی کافی ہے کہ اسی پنج پیری فرقے سے دوسرے فرقے بنتے چلے جارہے ہیں۔ اگر یہ پنج پیری فرقہ حق پرست ہوتا تو اس سے دوسرے فرقے کبھی نہ نکلتے تو صاف معلوم ہوا کہ یہ فرقہ باطل پرست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اھل سنت والجماعت علماء دیوبند کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ امین

پنج چیزے اندرمسلک پنج پیریت کذب دعاق، وبے حیائی فتنہ وتن پروری

جمہور علماء اہل سنت والجماعت وعلماء دیوبند کے نزدیک توسل باالذوات فاضلہ جائز ہے۔ اسلئے کہ اس توسل میں مسئول عنہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی طرح دعا کرنا کہ یا اللہ اپنے نیک بندوں کے طفیل سے ہماری دعا قبول فرما اور ہماری حاجتیں پوری کردیں درست ہے

کیونکہ علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں (وابتغوا الیہ الوسیلۃ) کے تحت عثمان بن حنیف ؓ کی روایت جسکو امام ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ اسمیں ایک نابینا صحابی کو دعاء توسل کی حضورؐ نے تلقین فرمائی ہے الفاظ یہ ہے۔ اللھم انی اسألک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا رسول اللہ انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی۔ الخ

اسکے بعد علامہ آلوسیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ ویحسن التوسل والاستغاثۃ بالنبی ﷺ الی ربہ ولم ینکر ذلک أحد من السلف والخلف حتی جاء ابن تیمیہ فأنکر ذلک وعدل عن الصراط المستقیم وابتدع مالم یقلہ عالم وصار بین الأنام مثلۃ.

ترجمہ: کہ آنحضرت ﷺ کے توسل اور طفیل سے دعاء اللہ تعالیٰ سے مستحسن امر ہے۔ اور سلف

الصالحین وخلف" میں اسکا کسی نے انکار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ ابن تیمیہ آئے انھوں نے انکا[illegible]
اور سیدھی راہ سے تجاوز کی اور بدعت کی ایسی بات ایجاد کی جو کسی عالم نے نہ کہی اور وہ اولوں میں
بدنام ہو گئے۔

☆روح المعانی صفحہ ۱۲۶ جلد ۶☆

☆علامہ مفتی محمد شفیع" دیوبندی سے توسل کا ثبوت:۔

حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد شفیع سابق مفتی دار العلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں۔
اسی طرح غیر مادی اسباب کے ذریعہ کسی نبی یا ولی سے دعا کرنے کی مدد مانگنا یا انکا وسیلہ دے کر
براہ راست اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگنا روایات حدیث اور اشارات قرآن سے اسکا بھی جواز ثابت
ہے۔ وہ بھی اس استعانت میں داخل نہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص اور غیر اللہ کیلئے حرام
وشرک ہے۔ ☆معارف القرآن صفحہ ۴۲ جلد نمبر ۱☆

اور پھر آگے تحریر فرماتے ہیں۔ وسیلہ استعانت اور استمداد کے مسئلے میں بکثرت لوگوں کو اشکال رہتا
ہے۔ امید ہے کہ اس تشریح سے اصل حقیقت واضح ہو جائے گی اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ
انبیاءؑ واولیاء کو وسیلہ بنانا نہ مطلقا جائز ہے اور نہ مطلقا ناجائز۔ بلکہ اسمیں وہ تفصیل ہے جو اوپر ذکر
کی گئی ہے کہ کسی کو مختار مطلق سمجھ کر وسیلہ بنایا جائے تو شرک وحرام ہے۔ اور محض واسطہ اور ذریعہ سمجھ
کر لیا جائے تو جائز ہے۔ اسمیں عام طور پر لوگوں میں افراط وتفریط کا عمل نظر آتا ہے۔

☆معارف القرآن صفحہ ۴۴ جلد نمبر ۱☆

☆علامہ مفتی اعظم عزیز الرحمٰن" صاحب دیوبندی سے توسل کا ثبوت:۔

علامہ مفتی مولانا عزیز الرحمٰن" ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔
السوال:۔ وان یتوسل الی اللہ تعالیٰ بانبیائہ حدیث ہے یا کسی بزرگ کا مقولہ
ہے؟

الجواب:۔ وان یتوسل الی اللہ تعالیٰ ..الخ بزرگوں کا مقولہ ہے حدیث نبوی سے

۔ جواب مذکور لکھنے کے بعد بندہ کو یاد آیا کہ حصن حصین میں یہ الفاظ ہیں آداب دعا۔۔۔ وان یتوسل الی اللہ تعالٰی بانبیائہ بلکہ اب حصن حصین میں اسکو دیکھا گیا درحقیقت یہ حدیث کے الفاظ نہیں بلکہ خود مؤلف حصن حصین فرماتے ہیں کہ آداب دعاء میں توسل پکڑنا ساتھ انبیاء کے اور اُن کے نیک بندوں کے اور بخاری شریف وغیرہ کا جو حوالہ دیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ بخاری شریف کی ایک حدیث سے یہ بات ثابت کیا ہے کہ توسل انبیاء اور صلحاء دعاء میں مستحب ہے۔ اور اقرب الی الاجابت ہے وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے استسقاء کیلئے دعاء اس طرح کی کہ اے اللہ ہم تیرے پیغمبر ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگا کرتے تھے تو بارش عطا فرماتا تھا اب ہم اپنے پیغمبرؐ کے چچا (حضرت عباسؓ) کے وسیلہ سے دعا مانگتے ہیں۔ ہماری دعا قبول فرما اور بارش عطا فرما۔ چنانچہ بارش ہوتی تھی اور ایک دوسری روایت سے استدلال پکڑا ہے۔ جسمیں آنحضرت ﷺ نے ایک اندھے کو اپنے وسیلہ سے دعا مانگنے کیلئے فرمایا تھا۔ الخ

☆ عزیز الفتاوٰی کتاب الذکر والدعاء وغیرہ صفحہ ۱۵۱ جلد نمبر ۱ ☆

☆ علامہ مفتی رشید احمد گنگوہیؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

الجواب:۔۔۔ تیسرے یہ کہ دعا مانگے الٰہی بحرمت فلان میرا کام پورا کر دے یہ بالاتفاق جائز ہے۔ اور تمام شجروں میں موجود ہے۔۔۔۔ الخ ☆ فتاوٰی رشیدیہ کامل صفحہ ۶۰ ☆

☆ حضرت علامہ مفتی عزیز الرحمٰنؒ دیوبندی کا توسل کے بارے میں فتوی:۔

السوال:۔ نمبر ۳۱۲۷: قبور فقراء واولیاء وصلحاء پر فاتحہ خوانی کے بعد لوگ دعا مانگتے ہیں یہ اگر درست ہے تو کس طرح سے؟

الجواب:۔ اسطرح دعا مانگنا درست ہے کہ یا اللہ ببرکت اپنے نیک بندوں کے میری حاجت پوری فرما۔ فقط۔

☆ علامہ سید حسین احمد مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ وہابیہ توسل بالانبیاء والاولیاء کو بعد الوفات ممنوع اور حرام قرار دیتے ہیں۔ یہ حضرات (دیوبند) اسکو نہ صرف جائز بلکہ ارجی الاجابۃ

یعنی اس توسل سے اس دعا کے قبول ہونے کی زیادہ توقع ہوتی ہے۔ اور مفید قرار دیتے ہیں۔ شجرات چشتؒ وآداب زیارت وادعیہ مدینہ منورہ اس پر شاہد عدل ہیں۔ جو کہ نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب اور حاجی امداداللہ صاحب قدس اللہ تعالی اسرارہم کی متعدد تصانیف میں شائع ہو چکے ہیں۔ ☆نقش حیات صفحہ ۱۰۴ جلد نمبر ۱☆

☆فقیہ العصر مفتی اعظم مولانا محمد فرید صاحب دامت برکاتہم ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ تمام اکابرین دیوبند توسل بالصالحین کے قائل ہیں مثلاً حضرت گنگوہیؒ مولانا نانوتویؒ وغیرھما ملاحظہ ہو المھند، توسل بالصالحین فرقہ نجدیہ سلفیہ نہیں مانتے ہیں لیکن قرآن وحدیث سے جواز ثابت ہے۔ ☆فتاوٰی دیوبند پاکستان المعروف بہ فتاوٰی فریدیہ صفحہ ۳۴۸ جلد نمبر ۱☆

☆حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

الجواب:۔ توسل بالحی وبالمیت دونوں جائز ہیں اور یہاں جس نوع کا توسل تھا کہ حضرت عباسؓ نے دعاء کی اور اس دعا کو وسیلہ بنایا یہ حضورؐ کے ساتھ اس لیے نہ ہو سکتا تھا کہ حضورؐ سے دعاء کرنا علم واختیار سے خارج تھا۔ پس اس سے مطلق توسل بالمیت کا عدم جواز لازم نہیں آیا۔ باقی صحابہؓ سے خود ثابت ہے کہ حضورؐ کے ساتھ توسل کرنے کی تعلیم فرمائی چنانچہ اعمٰی کا قصہ مشہور ہے۔

☆امدادالفتاوٰی صفحہ ۸۹ جلد نمبر ۵☆

☆مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ دہلویؒ سے توسل کا ثبوت:۔

السوال:۔ جناب نبی کریم ﷺ ودیگر اکابر امت کے ساتھ دعا میں توسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی حضورؐ ودیگر حضرات انبیاءؑ واولیاء کرام کے توسل سے دعا مانگنا قرون ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں۔ اھل سنت والجماعۃ ودیگر اکابر امت کا اس مسئلے میں کیا مسلک رہا ہے؟

الجواب:۔ توسل بالصالحین کے مسئلے میں اختلاف ہے بعض منع کرتے ہیں لیکن اکثر جواز کے قائل ہیں۔ قائلین بالجواز کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ وہ اپنے فلاں مقرب ومقبول بندے کی برکت سے یا اپنے عباد مقبولین مقربین کی برکت سے میری دعا قبول فرمائے تو اسمیں

مضائقہ نہیں ہے۔ اللھم انی اتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمۃ...الخ حدیث میں موجود مذکور ہے جو جواز کیلئے دلیل ہے۔ ☆کفایت المفتی صفحہ ۵۵ جلد نمبر ۲☆

☆مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ کا دوسرا فتویٰ:۔

السوال:۔استمداد من اھل القبور کے جواز کی حنفیہ کے یہاں کوئی صورت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔استمداد من اھل القبور اگر اس عقیدہ کے ساتھ ہے کہ وہ متصرف فی الامور ہیں۔جیسا کہ عوام کا عقیدہ ہے تو یہ درست نہیں ہے بلکہ اسمیں خوف کفر ہے۔شامی صفحہ ۱۷۵ جلد نمبر ۲ میں ہے۔ومنھا انہ ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالی واعتقادہ ذلک کفر...الخ اور اگر مطلب اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے انکے ذریعہ سے دعا کی جاوے کہ یا اللہ میرا فلاں کام فلاں بزرگ کی برکت سے پورا فرمادے تو یہ جائز ہے۔فقط

☆فتاوٰی دار العلوم دیوبند صفحہ ۴۲۳،۴۲۴ جلد نمبر ۵☆

مسلک اہل سنت والجماعت علماء دیوبند سے وابستہ حضرات کیلئے علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کے ان جلیل القدر علماء ومفتیان کرام کے یہ اقوال وفتوے مشعل راہ کا کام دیں گی اور جو پنج پیری حضرات ہیں جو حنفیت اور دیوبندیت کے لباس میں نجدیت کا پرچار کرتے ہیں۔ان سے بھی شاید اتفاق مشکل ہو۔اسلئے تمام پنج پیری حضرات کے بزرگوں سے پرزور اپیل ہے۔کہ جمہور اہل اسلام اور اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کے مسلک کو ترک نہ کرے اور تمام مصلحتوں سے بالاتر ہو کر حق بات کہنے کا واشگاف اعلان کریں۔ہماری قلبی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو راہ راست کی توفیق مرحمت فرمائے مگر:

تغافل انکی عادت ہے مناجاتیں مراشیوہ — نہ وہ طرز ادا بدلے نہ میں رنگ دعا بدلا

زمانہ متعرف ہے اب ہمارے استقامت کا — نہ ہم سے قافلہ چھوٹا نہ ہم نے رہنما بدلا

الغرض علماء دیوبند کے جملہ اکابر جواز توسل کے قائل ہیں اور انکے ہاں اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔اسلئے شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنیؒ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ:۔آپ

سے توسل نہ صرف وجود ظاہری کے زمانہ میں کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس برزخی وجود میں بھی کیا جانا چاہیئے۔ محبوب حقیقی تک وصال اور اسکی رضا صرف آپؐ ہی کے ذریعہ اور وسیلہ سے ہو سکتی ہے۔۔۔الخ ☆☆مکتوب شیخ الاسلام صفحہ ۱۲۹ جلد نمبر ۱ المکتوب نمبر ۱۳۰☆☆

اور محدث کبیر علامہ نصر الدین غور غشتی "دیوبندی ارشادات نصیری میں تحریر فرماتے ہیں کہ

توسل بالانبیاء والاولیاء جائز روا مشروع ہے۔ ☆☆ارشادات نصیری☆☆

☆☆ قائد جمعیت شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمودؒ سے توسل کا ثبوت ۔

مفتی محمودؒ صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ توسل بالذوات والاعمال ہر طرح جائز ہے۔ درحقیقت توسل بالذوات نہیں ہوتا بلکہ اسکے اعمال حسنہ سے متصف ہو کر توسل کا باعث بنتا ہے۔ باعتبار نفس ذات سب انسان برابر ہیں۔ تفاوت بہ اعتبار صفات ہی ہوتا ہے۔ لہذا توسل بالذوات فی الحقیقت توسل بالصفات ہی ہے۔ جسکے جواز میں کوئی شبہ نہیں پھر جیسا کہ اپنے اعمال حسنہ سے توسل جائز ہے۔ دوسرے صالحین کے عمل سے بھی جائز ہے۔ موت سے اسکے اعمال حسنہ معدوم نہیں ہو جاتے بلکہ وہ محفوظ ہوتے ہیں۔ لہذا توسل بذوات الاحیاء والاموات جائز ہے۔ بحرمت فلان و برکت فلان کے الفاظ سلف سے عام منقول ہیں۔ بحق فلان کی نہی فقہاء سے منقول ہے لہذا یہ لفظ استعمال نہ ہو۔ ☆☆فتاوی مفتی محمود صفحہ ۱۶۸ جلد نمبر ۱☆☆

قائد جمعیت محدث کبیر مفتی اعظمؒ اس سے پہلے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

السوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماء درین مسئلہ کہ ایک شخص اولیاء کرام میں سے کسی ولی کے مزار پر جا کر دعا مانگتا ہے۔ کیا شرعا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر نا جائز ہے تو شریعت میں اسکی کیا صورت ہے؟ اور لدعو بغیر اللہ اس صورت میں کہ غیر کو محض وسیلہ بناتا ہے۔ حقیقت میں موصل الی المطلوب خدا کو جانتا ہے کیا شرعا یہ جائز ہے؟

الجواب ۔ دعا اللہ تعالی سے مانگی جائے اور وسیلہ شیخ بزرگ کو بنایا جائے جائز ہے۔

☆☆فتاوی مفتی محمود" صفحہ ۱۶۸ جلد نمبر ۱☆☆

☆ فتاوٰی حقانیہ سے توسل کا ثبوت:۔

السوال:۔کسی نبی یا ولی کے توسل سے دعا مانگنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب:۔اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسئلہ توسل خواہ بالاحیاء ہو یا بالاموات اسی طرح ذوات سے ہو یا اعمال سے بہرحال جائز ہے۔ بلکہ ارجی للقبول ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اس لئے کہ اسکی حقیقت اور مرجع توسل برحمۃ اللہ تعالیٰ ہے۔ براین طور کہ فلاں مقبول بندہ پر جو تیری خصوصی رحمت ہے۔اسکے توسط اور وساطت سے دعا کرتا ہوں۔ یا اعمال صالحہ کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے تو یہ جائز ہے اور اسمیں کوئی قباحت نہیں۔اسکی مشروعیت قرآنی آیات، احادیث نبویؐ اور سلف صالحین کے اقوال وافعال سے ثابت ہے۔حضرت زکریاؑ کا حضرت مریمؑ کے توسل سے دعا مانگنا اور اسکا قبول ہونا قرآن پاک میں مذکور ہے۔حضورؐ ضعفاء مہاجرین کے وسیلہ سے فتحیابی کی دعا کیا کرتے تھے۔اسی طرح حضرت عمرؓ کا قحط سالی میں حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے توسل سے باران رحمت کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا صحیح احادیث وآثار سے ثابت ہے۔۔۔۔الخ ☆ فتاوٰی حقانیہ صفحہ ۲۱۷ جلد نمبر ۱ ☆

﴿توسل کے بارے میں ایک مدلل فتوی﴾

فقیہ العصر محدث کبیر مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد فرید دامت برکاتہم العالیہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

السوال:۔توسل بالصلحین کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔حالاً مسئلہ توسل بالصالحین کے متعلق چند سطور روانہ ہیں۔ عدیم الفرصتی کی وجہ سے اختصار پر پریشان نہ ہو۔۱۴۸۹۸۱ نمبر پر آپکو متعدد سوال روانہ کر چکے ہیں۔اس پر اکتفاء کریں۔واضح رہے کہ توسل بالصالحین دو قسم پر ہے۔شرکی اور غیر شرکی۔شرکی سے مراد یہ ہے کہ ان صالحین کی عبادت (نذر وغیرہ) اس ارادہ سے کی جائے کہ یہ صالحین ہمارے حاجات اللہ تعالیٰ کو پیش کریں۔ یہ حرام اور شرک ہے۔ قال اللہ تعالی حاکیا عنهم مانعبدهم

الا لیقربونا الی اللّٰہ زلفٰی (زمر)

اور غیر شرکی چار قسم پر ہے۔

(۱) اول توسل بالدعاء:۔ اور یہ بے شمار احادیث میں مروی ہے اور اسکے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(۲) دوم توسل بالاعمال:۔ یہ بھی حق اور جائز ہے۔ لقولہ تعالٰی وما کان اللّٰہ معذبھم وھم یستغفرون ٭ وقولہ تعالٰی وکان ابوھما صالحا ٭ ولقولہ تعالٰی الحقنابھم ذریتھم وما التناھم من عملھم من شئ ٭ ولقولہ علیہ السلام الابدال یکون با لشام یسقی بھم الغیث وینتصربھم الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب :۔(مشکوٰۃ باب الذکر الیمن والشام) ولتقریر اشارۃ قول زینب بنت جحش انھلک وفینا الصلحون...الخ ☆ رواہ البخاری صفحہ ۵۰۸ جلد نمبر ۱ ☆

(۳) سوم توسل بالجاہ:۔ اور یہ بھی حق ہے۔ لحدیث ھل تنصرون وترزقون الا بضعفاء کم (رواہ الترمذی وابو داؤد) اسئا لک بمحمدٍ نبیک نبی الرحمۃ۔ ☆رواہ الترمذی☆

(۴) چہارم توسل بالشرکتہ ہے:۔ اور یہ توسل صرف احیاء کے ساتھ جائز ہے۔

والدلیل علی مشروعیۃ ھذا التوسل قولہ تعالٰیﷻ ما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم۔ (الانفال) وقول عمرؓ اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا ﷺ فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا۔ (رواہ البخاری) وقولہ علیہ السلام یا تی زمان یغزو فیہ فئام من الناس فیقال فیکم من صحب النبی ﷺ فیقال نعم فیفتح لھم (رواہ البخاری)

☆ فتاوٰی دیوبند پاکستان المعروف بہ فتاوٰی فریدیہ کتاب السنۃ والبدعۃ صفحہ ۳۲۲ جلد نمبر ۱ ☆

☆ علامہ مفتی محمد یوسف لدھیانویؒ سے توسل کا ثبوت:۔

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی" تحریر فرماتے ہیں کہ (توسل اور دعا)

ایک اہم نزاعی مسئلہ یہ ہے کہ آیا آنحضرت ﷺ اور بزرگان دین کا توسل (وسیلہ پکڑنا) جائز ہے یا نہیں؟ اسمیں میرا مسلک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ انبیاء کرام صحابہ کرامؓ اور دیگر مقبولان الٰہی کے طفیل اور وسیلے سے دعا مانگنا جائز ہے۔ جسکی صورت یہ ہے کہ اے اللہ اپنے ان نیک اور مقبول بندوں کے طفیل میری یہ دعاء قبول فرما۔ یا میری فلان مراد پوری فرمادے۔

نیز تحریر فرماتے ہیں۔

بعض علماء نے توسل سے انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اپنی کسی نیک عمل کا حوالہ دیکر اور اسکو وسیلہ بنا کر دعاء کرنا تو صحیح ہے جیسا کہ (حدیث الغار) میں تین شخصوں کے اپنے اپنے عمل سے توسل کرنے کا تذکرہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا (صحیح بخاری صفحہ ۴۹۳ جلد نمبر ۱) مگر کسی شخص کے وسیلے سے دعا کرنا صحیح نہیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ کسی زندہ شخصیت کے وسیلے سے دعا کرنا تو جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کے توسل سے دعا فرمائی تھی۔ (صحیح بخاری صفحہ ۱۳۷ جلد نمبر ۱) مگر جو حضرات اس دنیا سے تشریف لے چکے ہیں۔ انکے طفیل سے دعا کرنا صحیح نہیں۔ مگر میں ان حضرات کے رائے سے متفق نہیں ہوں۔ کیونکہ توسل میں دعا بزرگوں سے نہیں کی جاتی ہے بلکہ براہ راست خداتعالیٰ سے کی جاتی ہے۔ پس جب کسی ایسے مقبول بندے کے توسل سے دعا کرنا جائز ہے جو اس دنیا میں موجود ہو تو ان مقبولان الٰہی کے توسل سے دعا کرنا بھی صحیح ہوگا۔ جو اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ ☆ اختلاف امت اور صراط مستقیم صفحہ ۴۷ ☆

نیز مفتی محمد یوسف لدھیانوی" تحریر فرماتے ہیں۔۔۔۔۔ کہ جب اپنے نیک عمل کے توسل سے دعا کرنا جائز ہے۔ تو کسی مقبول بارگاہ خداوندی کے توسل سے بھی دعا کرنا صحیح ہے۔ کیونکہ اسکی حقیقت دراصل یہ دعا کرنا ہے۔ کہ یا اللہ! میرا تو کوئی عمل ایسا نہیں جسکو میں آپ کی بارگاہ عالی

میں پیش کر کے اسکے وسیلے سے دعا کروں۔ البتہ فلاں بندہ آپکی بارگاہ میں مقبول ہے۔ اور مجھے اس سے محبت وعقیدت کا تعلق ہے۔ پس اے اللہ! آپ اس تعلق کی لاج رکھتے ہوئے جو مجھے آپکے نیک بندوں سے ہے۔ میری یہ درخواست قبول فرمالیجئے۔۔۔ تو دراصل یہ اپنے اس تعلق کے ذریعے توسل ہے۔ جو اسے اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقبول بندوں سے ہے۔ بلکہ میرے نزدیک اس توسل میں تواضع اور عبدیت کی شان زیادہ پائی جاتی ہے۔ کہ آدمی کو اپنے کسی عمل پر نظر نہ ہو اور وہ کسی نیک عمل کو اس لائق نہ سمجھے کہ اسے بارگاہ خداوندی میں پیش کر سکے۔ بہر حال توسل کی یہ صورت صحیح اور بزرگان دین سے منقول اور انکا معمول رہی شیخ سعدی" کا یہ شعر کسی کو یاد نہیں ہوگا۔

خدا یا بحق بنی فاطمہؓ — کہ برقول ایمان کنی خاتمہ

☆ اختلاف امت اور صراط مستقیم صفحہ ۴۸ ☆

☆ استاد محترم رشید احمد حقانی نور اللہ مرقدہٗ سے توسل کا ثبوت:۔

سوال:۔ څه فرمائی اهلسنت والجماعت د توسل په باره کښ چه دا جائز دے یا نه تفصیل سره د دے وضاحت اوکړی؟

جواب:۔ توسل برابره خبره ده چې په ژوندو سره وی یا مړو سره ذوات سره وی یا اعمال سره، خپل عمل سره وی یا غیر اعمالو سره ټول جائز دی ځکه چه دد ے ټولو صورتونو مرجع توسل برحمة الله دے په دے طورچه په فلانکی بزرګ چه کوم رحمت دے هغے په توسل دعا کوم یا د فلانکی نیک عمل (خپل وی یا بردی) چه هغه محض ستا عطا اور رحمت دے هغے سره توسل کوم او چه رنګه د توسل بالرحمة په جواز بلکه ارجی للقبول کیدلو کښ هیڅ شک نشته لهذا دا ټول صورتونه د توسل جائز دی.

☆فقھی کچکول صفحہ ۱۲۲

☆مفتی نظام الدین اعظمیؒ صاحب سے توسل کا ثبوت :۔

مفتی نظام الدین اعظمی صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے اور اپنی حاجت طلب کرنے میں کسی نبی یا ولی کو بطور وسیلہ کے ذکر کرنا اور یوں کہنا اے اللہ بوسیلہ فلان نبی یا ولی میرے حال پر رحم فرما اور میری فلان حاجت پوری فرما۔ یہ جائز ہی نہیں بلکہ مسنون بھی ہے۔ اور اجابت دعا میں نہایت موثر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک صحابیؓ کو دعا کرنے کا اسطرح طریقہ تعلیم فرمایا تھا۔ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمدٍ نبی الرحمۃ۔ (ترمذی شریف صفحہ ۱۹۷ جلد نمبر ۲، مشکوۃ صفحہ ۲۱۹، حصن حصین منزل خامس صفحہ ۱۵۱) ایسی حضرت عمر فاروقؓ کا معمول تھا کہ جب قحط پڑتا تو حضرت عباسؓ کے توسل سے بارش کی دعا مانگتے اور کہتے اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبیک فاسقنا فیسقوا۔ (رواہ البخاری صفحہ ۱۳۲) اسی وجہ سے ہمارے علماء دیوبند توسل کے قائل ہیں۔ توسل دراصل اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت ہے۔ جس سے خدا کا مقبول بندہ نوازہ گیا ہے کسی نبی یا ولی کو وسیلہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے خاص رحمت کو جو اس بندہ پر ہے وسیلہ بنایا گیا ہے۔ ناجائز توسل وہ ہے جسمیں غیر اللہ کو مطلب برآری کیلئے معین اور فریادرس سمجھا جائے اور دل میں عقیدہ رکھا جائے کہ میری اس حاجت کو یہ ہی پورا کرنے والے ہیں۔ یہ توسل ناجائز وحرام ہے۔

☆نظام الفتاوی صفحہ ۳۴ جلد نمبر ۲☆

☆فقیہ العصر مفتی رشید احمدؒ صاحب سے توسل کا ثبوت :۔

مفتی رشید احمدؒ صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

السوال :۔ توسل بالانبیاءؑ والاولیاء جائز ہے یا نہیں؟ نیز توسل بالاحیاء والاموات اور توسل بالذوات والاعمال میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ مدلل فرمائیں۔

الجواب:۔توسل خواہ احیاء سے ہو یا اموات سے، ذوات سے ہو یا اعمال سے۔اپنے اعمال سے ہو یا غیر کے اعمال سے، بہر حال اسکی حقیقت اور ان سب صورتوں کا مرجع توسل برحمۃ اللہ تعالی ہے۔بایں طور کہ فلاں مقبول بندہ پر جو رحمت ہے۔اس کے توسل سے دعا کرتا ہوں۔یا فلان نیک عمل اپنا یا غیر کا جو محض آپکی عطا اور رحمت ہے اس سے توسل کرتا ہوں۔چونکہ توسل بالرحمۃ کے جواز بلکہ ارجٰی للقبول ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور یہ سب صورت مذکورہ کو شامل ہے۔لہذا توسل کی مذکورہ فی السوال سب صورتیں جائز ہیں۔ھنا لک دعا زکریا ربہ میں حضرت زکریا علیہ السلام کا حضرت مریم علیہ السلام پر رحمت سے توسل اور آپ کی دعا کا قبول ہونا مذکور ہے، اصحاب غار نے اپنے اعمال کے توسل سے دعا کی اور غار سے نجات پائی اسکی حقیقت بھی وہی ہے کہ یا اللہ آپکی جس رحمت نے ہمیں فلان فلان عمل صالح کی توفیق عطا فرمائی اس رحمت کے توسل سے دعا کرتے ہیں توسل کی حقیقت سمجھ لینے کے بعد اس کی فضیلت ثابت کرنے کیلئے کسی دلیل کی حاجت نہیں۔۔۔الخ ☆احسن الفتاوی صفحہ ۳۳۲ جلد نمبر ۱☆

☆مفتی مولانا خیر محمد جالندھریؒ صاحب سے توسل کا ثبوت:۔

السوال:۔انبیاءؑ اور اولیاء عظام اور صلحاء کرام کے توسل سے اللہ تعالی سے دعا مانگنا کیسا ہے۔خواہ وہ اس عالم دنیا میں زندہ ہو یا فوت ہو چکے ہو۔خواہ انکی ذوات سے توسل کیا جائے یا انکے اعمال سے، ایسا توسل جائز ہے یا حرام یا شرک؟

الجواب:۔حضرات انبیاءؑ اور اولیاء اللہ العظام، اور صلحاء کرام کے وسیلہ سے اللہ تعالی سے دعا کرنا شرعاً جائز بلکہ قبولیت دعا کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے مستحسن اور افضل ہے قرآن اور حدیث کے ارشادات وتصریحات سے اس قسم کا توسل بلاشبہ ثابت ہے۔☆خیر الفتاوی صفحہ ۱۹۱ جلد نمبر ۱☆

☆مفتی سید عبدالرحیم لاجپوریؒ سے توسل کا ثبوت:۔

السوال۔انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے وسیلہ سے دعا مانگنا اور الہی بحق فلان الہی بحرمت فلان کہنا جائز ہے یا نہیں۔؟

ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرنے اور اپنی حاجت طلب کرنے میں کسی نبی یا ولی یا عمل صالح کے توسل کا ذکر کرنا اور یوں کہنا کہ اے اللہ بوسیلہ فلاں نبی یا ولی میرے حال پر رحم فرما اور میری حاجت پوری کر یہ جائز اور مستحسن ہے اور جو بات دعا میں نہایت موثر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو اسطرح دعا کرنے کا طریقہ تعلیم فرمایا ہے۔ ترمذی شریف وغیرہ کتب حدیث میں ہے۔۔۔۔الخ ☆فتاوی رحیمیہ صفحہ ۳۰۰ جلد نمبر ۲☆

مذکورہ بالا تحریرات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو دیوبندی حضرات جو توسل بالذوات یا توسل بالاموات کا مطلقاً انکار کرتے ہیں۔ بلکہ اس کو حرام یا شرک کہتے ہیں۔ وہ ہرگز ہرگز دیوبندی المسلک نہیں بلکہ دیوبند مسلک کے لئے بدنام کنندہ ہیں۔ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

﴿توسل اور غیر مقلدین حضرات﴾

(۱) مولانا وحیدالزمان خان سے توسل کا ثبوت:۔

غیر مقلدین کے معروف ومشہور عالم مولانا وحیدالزمان تیسری الباری ترجمہ بخاری شریف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ مسلم شریف کی روایت میں یوں ہیں۔ یا اللہ میں اس یعنی امام حسنؓ سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔ ہم گنہگاروں کے پاس کوئی نیکی نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ امام حسنؓ سے محبت رکھتے ہیں۔ یا اللہ اپنے حبیب کی دعاء پوری کر اور ہم کو آخرت کے عذاب سے امام حسنؓ کے طفیل سے ہمیں بچادیں۔ آمین یارب العٰلمین۔۔۔۔الخ ☆صفحہ ۳۸۵ جلد نمبر ۲☆

اور نیز ترجمہ بخاری شریف کے حاشیہ میں حدیث شریف وانا کنا نتوسل الیک بنبینا ﷺ الحدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا۔ ☆صفحہ ۷۷ پارہ ۴☆

(۲) مولانا سید نذیر حسین دہلویؒ سے توسل ثبوت:۔

غیر مقلدین کے مشہور عالم سید نذیر حسین صاحب اپنی مشہور کتاب معیار الحق کے آخر میں

تحریر فرماتے ہیں۔

هذا آخر ما الهم الله خالق الثقلين عبده العاجز محمد نذير حسين عافاه الله فى الدارين بجاه سيد الثقلين۔ ☆معیار الحق صفحہ ۲۱۹ ☆

اس عبارت میں جاہ کے لفظ سے توسل صراحۃً مذکور ہے۔

﴿منکرین توسل کے دلائل اور اسکے جوابات﴾

صاف واضح ہے۔ کہ جو لوگ (پنج پیری یعنی طائفہ سلفیہ وہابی) توسل بالصالحین نہیں مانتے وہ کبھی ان آیات سے استدلال کرتے ہیں۔ جن میں توسل شرکی پر انکار موجود ہو مگر توسل شرکی کی حرمت سے غیر شرکی یعنی توسل شرعی کی حرمت لازم نہیں۔

(۱)مانعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفىٰ۔

(۲)فلاتدعوا مع الله احدا۔

(۳)له دعوة الحق والذين يدعون من دونه لا يستجيبون لهم بشئ۔

(۴)يوم لا تملك نفس لنفس شيئا والامر يومئذ لله۔۔۔الخ

(۵)ليس لك من الامر شئ۔

(۶) قل لا املك لنفسى نفعا ولا ضرا۔

(۱) الجواب:۔ یہ سب آیات ہمارے دعویٰ جواز توسل بالنبیؐ والصالحین کیلئے مضر نہیں بلکہ اگر ان آیات کو امتناع توسل کے لئے پیش کیا جائے گا تو یوں کہا جائے گا کہ محل نزاع اور امتناع توسل سے یہ دلائل بالکل اجنبی ہیں۔ کیونکہ مشرکوں کے اس قول سے کہ مانعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفىٰ۔

صاف یہ واضح ہوا کہ مشرک نزدیکیٔ الٰہی حاصل کرنے کیلئے بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اور جو شخص نبیؐ یا کسی ولی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے وہ اس کی عبادت نہیں کرتے بلکہ یہ سمجھتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اسکی عزت ہے۔ اس وجہ سے اسکو وسیلہ بناتا ہے۔ اور یہ جائز ہے۔

(۲) اسی طرح یہ آیت کریمہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احدا۔
یہ آیت مبارکہ بھی توسل کے خلاف نہیں ہے۔ اسلئے کہ اسمیں صرف یوں بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو اور جو مسلمان کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے۔ وہ تو صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ کسی اور کو نہیں پکارتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے کسی نیک آدمی کو بوجہ کمال وسیلہ بناتا ہے۔ جسطرح تین اشخاص غاروالے نے اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنایا تھا۔ (بخاری شریف)
(۳) اسی طرح یہ آیت کریمہ لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دونہ لا یستجیون لھم بشئ۔
یہ آیت طیبہ بھی جواز توسل کے خلاف نہیں ہے۔ اسلئے کہ مشرک تو ان کو بلاتے تھے جو انکے سنتے نہیں تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو جو انکو سنتا ہے اسکو نہیں بلاے۔ لیکن حضورؐ یا کسی بزرگ کو وسیلہ بنانے والا تو صرف اللہ تعالیٰ کو بلاتا ہے۔ کسی دوسرے کو نہیں بلاتا۔
(۴) اور اسی طرح یوم لا تملک نفس لنفس شئیا والامر یومئذ للّٰہ ۔الخ
یہ آیت طیبہ بھی جواز توسل کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس آیت طیبہ میں صرف اور صرف یہ بیان ہو رہا ہے کہ قیامت کے دن سب اختیارات اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوں گے اور کسی دوسرے کو اختیار نہیں ہوگا۔ لیکن جو شخص حضورؐ یا کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے اسکا تو یہ عقیدہ کبھی بھی نہیں ہوتا کہ نعوذ باللہ من ذلک حضورؐ یا بزرگ اختیارات اُخروی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ہے۔ اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ غیر اللہ کو امر آخرت میں کچھ اختیار ہے۔ تو اسکو ہم بھی گمراہ سمجھتے ہیں۔ اور اہل سنت والجماعت علماء دیوبند سے خارج ہے۔ لیکن توسل کرنے والا کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہوتا ہے۔ جو پنجپیری حضرات مسلمانوں پر چسپان کرتے ہیں۔
(۵) اسی طرح منکرین توسل کا یہ آیت لیس لک من الامر شئ اور قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا۔ سے استدلال کرتا ہے اور یہ استدلال بالکل غلط ہے۔ اسلئے ان آیتوں میں تو اسکی تصریح ہو رہی ہے۔ کہ حضور ؐ کو امر اللہ میں کوئی دخل نہ ہوگا۔ اور یہ کہ

حضورؐ جب اپنے نفع ونقصان کے مالک نہیں تو دوسرے کو نفع ونقصان کے کس طرح مالک ہو سکتے ہیں۔لیکن کسی نبی یا ولی یا عالم یا بزرگ کے توسل کے عدم جواز میں ان آیتوں کو کیا دخل؟ اسلئے کہ متوسل کا تو یہ عقیدہ نہیں ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو امر آخرت یا نفع ونقصان میں کوئی اختیار ہے توسل کا انکار حضورؐ کی شفاعت کا انکار ہے۔اور شفاعت کا انکار قرآن مجید کا انکار ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو مقام محمود یعنی مقام شفاعت عظمیٰ کے اعزاز سے مشرف فرمایا ہے۔ اور مخلوق کو یہ ہدایت کی ہے کہ آپکے لئے اللہ تعالیٰ سے اس شرف عظیم کی درخواست کیا کریں اور اللہ نے حضورؐ کو فرمایا ہے۔کہ مقام محمود کی درخواست کیا کرو۔آپؐ کو دیا جائے گا۔اور امت کی سفارش کرو۔تمہاری سفارش قبول ہوگی ہاں شفاعت کا حق اللہ کی اجازت سے ہوگا۔پھر خاص اسکو جسکو اللہ تعالیٰ پسند فرمائیں۔ ☆التشرف☆

(۶) اسی طرح منکرین توسل کا یہ دلیل کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اے فلان بن فلان میں اللہ کی طرف سے تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں۔

الجواب:۔ یہ بھی جواز توسل کے خلاف نہیں ہے۔اسلئے کہ اسکا صرف یہ مطلب ہے کہ جب کسی کو اللہ تعالیٰ نفع یا نقصان پہنچانا چاہے تو میں اسکا خلاف نہیں کرسکتا اور یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے۔ لیکن یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ توسل ناجائز و بدعت و شرک و حرام ہے۔کیونکہ متوسل کا یہ عقیدہ تو نہیں ہوتا کہ وسیلہ امر اللہ میں دخیل ہے۔بلکہ اسکا تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ اختیار کلی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور میں اسی سے التماس کرتا ہوں ہاں کسی ایسے بزرگ، عالم کو جسکے طفیل سے دعا قبول ہو سفارشی بناتا ہوں اور وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ ☆التشرف مع کچھ اضافہ☆

(۷) اسی طرح منکرین توسل حدیث عمرؓ بن خطاب سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کو توسل کے طور پر پیش کیا یوں ارشاد فرمایا کہ اے اللہ بیشک ہم تیرے سامنے اپنے نبی ﷺ کو بطور وسیلہ پیش کیا کرتے تھے سو تو ہم پر بارش نازل کیا کرتا تھا۔اور اب ہم تیرے سامنے اپنے نبی ﷺ کے چچا کو بطور وسیلہ پیش کرتے ہیں۔سو تم ہم پر بارش نازل فرما تو

ان پر بارش فرمائی۔ ☆ بخاری شریف صفحہ ۱۳۷ جلد نمبر ۱ ☆

الجواب:۔ فقیہ العصر شیخ الحدیث استاد محترم مفتی محمد فرید دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث سے توسل بالشرکۃ کی نفی لازم ہوتی ہے۔ نہ کہ مطلق توسل کی۔ نیز درحقیقت اس حدیث میں بھی توسل بالاموات ہے۔ کیونکہ (تـوسـل بـعـم نبـيـنـا) لفظ مروی ہے نہ کہ توسل بالعباسؓ بن عبدالمطلب۔ ☆ فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیہ صفحہ ۳۲۳ جلد نمبر ۱ ☆

اسلئے کہ حضرت عمرؓ کا مقصود اس توسل سے اول تو اسطرف اشارہ کرنا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے توسل کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بلا واسطہ آپ سے توسل کیا جائے۔

دوسرے یہ کہ آپکی قرابت حسیہ یا قرابت معنویہ سے تعلق دار کے واسطے سے توسل کیا جائے۔

اسلئے اشرف علی تھانوی ؒ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث سے غیر نبی کیساتھ بھی توسل جائز نکلا۔ جبکہ اسکو نبیؐ سے کوئی تعلق ہو۔ قرابت حسیہ کا یا قرابت معنویہ کا۔ تو توسل بالنبی ؐ کی ایک صورت یہ بھی نکلی۔ اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اس پر متنبہ کرنے کیلئے حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے توسل کیا۔ نہ اسلئے کہ پیغمبر ﷺ سے وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا۔ جب کہ دوسری روایت سے اسکا جواز ثابت ہے۔ ☆ نشر الطیب صفحہ ۲۵ ☆

دوسرا یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ شاید توسل کرنا حضورؐ کے ساتھ مخصوص ہے۔ آپؐ کے سواء کسی اور شخص کے ساتھ توسل جائز نہیں اس شبہ کا ازالہ کرنے کیلئے حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے توسل کیا۔ تا کہ معلوم ہو جائے کہ دوسرے صلحاء کیساتھ بھی توسل جائز ہے۔

اسلئے حکیم الامت اشرف علی تھانوی ؒ تحریر فرماتے ہیں۔

(ف) مثل حدیث بالا اس سے بھی توسل کا جواز ثابت ہے اور نبی کیساتھ جو جواز توسل ظاہر تھا۔ حضرت عمرؓ کو اس قول سے یہ بتلانا تھا کہ غیر انبیاءؑ سے بھی توسل جائز ہے۔ تو اس سے بعض کا یہ سمجھا کہ احیاء و اموات کا حکم متفاوت ہے۔ بلا دلیل ہے۔ اول تو آپؐ بنص حدیث قبر شریف میں زندہ ہیں۔ دوسرے جو علت جواز کی ہے جب وہ مشترک ہے تو حکم کیوں مشترک نہ

ہوگا۔۔الخ

اور حضرت عباسؓ کی یہ دعا در حقیقت حضور ﷺ کی برکت اور آپؐ کے تعلق کی وجہ سے ہی قبول ہوئی۔ اسلئے علامہ تاج الدین سبکیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

فهذه دعوة مستجابة ببركة نبينا محمد ﷺ...الخ

☆طبقات السبکیؒ صفحہ ۶۹ جلد نمبر ۲ طبع مصر☆

ترجمہ:۔ پس یہ دعا ہمارے پیغمبر ﷺ کی برکت ہی سے قبول ہوئی اور انکی دعا کے الفاظ بھی علامہ سبکیؒ نے نقل کردیئے ہیں۔۔۔الخ

☆علامہ حافظ ابن حجرؒ اور علامہ عینیؒ اور قاضی شوکانیؒ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ کہ

و يستفاد من قصة العباسؓ استحباب الاستشفاع باهل الخير والصلاح واهل بيت النبوة...الخ

☆فتح الباری صفحہ ۱۵۱ جلد نمبر ۱۳ ☆عمدۃ القاری صفحہ ۳۳ جلد نمبر ۷ ☆نیل الاوطار صفحہ ۸ جلد نمبر ۴☆

ترجمہ:۔ حضرت عباسؓ کے اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ اہل خیر وصلاح اور خاندان نبوت سے تعلق رکھنے والے حضرات کو بطور توسل پیش کرنا مستحب ہے۔

☆حضرت علامہ سید محمد انور شاہؒ اس حدیث وانا نتوسل اليك بعم نبينا کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔

قلت وهذا توسل فعلى لانه كان يقول له بعد ذالك قم يا عباسؓ فاستسق فكان يستسقى لهم فلم يثبت منه التوسل القولى اى الاستسقاء باسماء الصالحين فقط بدون شركتهم اقول وعند الترمذى ان النبىؐ علم اعرابيا

ترجمہ:۔ میں کہتا ہوں کہ یہ توسل فعلی ہے کیونکہ عمرؓ نے اسکے بعد حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ کھڑے ہو اور بارش طلب کرو تو انہوں نے لوگوں کیلئے بارش طلب کی تو اس سے توسل قولی ثابت نہیں ہوتا یعنی نیک

هذه الكلمات وكان اعمٰی	لوگوں کی شرکت کے بغیر محض انکے ناموں کی برکت سے
اللهم انی اتوجه الیک	بارش طلب کرنا۔ میں کہتا ہوں کہ ترمذی شریف کی روایت
بنبیک محمد نبی الرحمة الی	میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک اعرابی کو جو اندھا تھا ان
قوله فشفعه فی فثبت منه	کلمات سے تعلیم دی اے اللہ میں تیرے سامنے تیرے
التوسل القولی ایضاً	نبی ﷺ کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہے۔ التجاء کرتا
وحینئذ انکار الحافظ ابن	ہوں پھر آگے فرمایا اے اللہ تو انکی سفارش میرے حق
تیمیةؒ تطاول انتهٰی	میں قبول فرما تو اس سے توسل قولی بھی ثابت ہو گیا۔

☆ فیض الباری صفحہ ۶۸ جلد نمبر ۴ ☆ لہذا حافظ ابن تیمیہؒ کا اس سے انکار زیادتی ہے۔

نوٹ:۔ اس عبارت میں نہ صرف شاہ صاحبؒ نے توسل قولی کا اثبات ہی کیا ہے بلکہ حافظ ابن تیمیہؒ کا رد بھی کیا ہے۔

اسی طرح منکرین توسل پنج پیری حضرات حدیث طبرانی سے استدلال کرتے ہیں۔

لایستغاث بی انما یستغاث باللّٰہ تعالٰی۔

الجواب:۔ فقیہ العصر مفتی اعظم محمد فرید دامت برکاتہم العالیہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

ان فی سندہٗ ابن لهیعة وهو خلط علیه بعد احتراق کتبه کما فی تقریب التهذیب یعنی اس حدیث کے سند میں ابن لہیعہ متکلم فیہ ہے نیز یہ حدیث استغاثوا بآدمؑ ثم بموسیٰؑ ثم بمحمد ﷺ۔ (رواہ البخاری صفحہ ۱۹۹ جلد نمبر ۱) سے معارض ہے۔ اور دونوں روایات میں تطبیق بھی ہو سکتی ہے۔ فیحمل حدیث الطبرانی علی باب الادب کما فی قوله علیه الصلاة والسلام ما انا حملتکم ولاکن الله حملکم۔ اویحمل علی العزیمة۔ ای الاستغاثة بی وان کان مشروعاً ولاکن العزیمة ان یستغاث بمسبب الاسباب۔ ☆ منہاج السنن شرح الترمذی صفحہ ۳۳۴ جلد نمبر ۴ ☆ مقالات صفحہ ۴۳ ☆

☆فتاوی دیوبند پاکستان المعروف بہ فتاوی فریدیہ صفحہ ۳۲۳ جلد نمبر۱☆

اسی طرح منکرین توسل پنج پیری حضرات بھی فقہاء کرام کے ان عبارات سے تمسک کرتے ہیں۔

☆صاحب ھدایۃ رفرماتے ہیں۔

ویکرہ ان یقول فی دعائہ بحق فلان او بحق انبیائک او رُسلک لانہ لا حق للمخلوق علی الخالق...الخ

ترجمہ:۔اور یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص اپنی دعاء میں یوں کہے کہ میں بحق فلان یا بحق انبیاء یا رسل تجھ سے دعا کرتا ہوں کیونکہ مخلوق کا خالق پر (بطور وجوب کے) کوئی حق نہیں ہے۔۔۔الخ

☆ھدایۃ صفحہ ۲۱۱ جلد نمبر ۴☆

☆ملاعلی قاریؒ تحریرفرماتے ہیں۔

قال ابو حنیفۃؒ وصاحباہؒ یکرہ ان یقول الرجل اسئلک بحق فلان او بحق انبیائک ورسلک وبحق البیت الحرام والمشعر الحرام ونحو ذالک۔ ☆شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۰☆

☆صاحب الدرالمختارتحریرفرماتے ہیں۔

کرہ قولہ بحق رسلک وانبیاء ك او بحق البیت لانہ لا حق للخلق علی الخالق۔

﴿الجواب﴾

فقہاء کرامؒ کے ان اقوال سے ظاہر ہوا کہ توسل کے وقت پر بحق فلان کا لفظ استعمال کرنا مکروہ ہے۔اور اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ فرقہ معتزلہ وغیرہ کے نزدیک نیک اعمال پر بندوں کو ثواب دینا اور بد اعمال پر عذاب دینا اللہ تعالی پر لازمی اور حق ہے۔معتزلہ کے نزدیک اگر اللہ تعالی العیاذ باللہ نہ دے تو معاذ اللہ اس کا عدل باقی نہ رہے گا۔لیکن اہل سنت والجماعت اس امر پر متفق ہیں کہ

اللہ تعالیٰ فاعل مختار کل ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس پر کسی کا کوئی حق عائد نہیں ہوتا۔ ہاں محض اپنے ارادے سے جس حق کا وعدہ کیا ہے۔ وہ بجا ہے۔ اور اسمیں نہ تو کلام ہے اور نہ اس سے کسی قسم کا کوئی جبر لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْن، (پارہ نمبر ۱۱ یونس) ترجمہ:۔ حق ہے ہم پر ہم مؤمنوں کو نجات دیں گے۔

☆ استاد محترم شیخ الحدیث فقیہ العصر مفتی اعظم محمد فرید دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں۔ ان حق المخلوق على الخالق ثابت لقوله تعالیٰ وكان حقا علينا نصر المؤمنين ولحديث يا معاذ هل تدری ما حق الله على العباد وما حق العباد على الله...الخ

وحق العباد على الله ان لا يعذب من لا يشرك بالله شيئا۔ (متفق عليه) ولحديث الطبرانی الصغير صفحه ۲۰۷ اسألك بحق محمد الا عفرت فيحمل كلام الفقهاء على نفى الحق الذى يوجب الا ضطرار ويحمل الحديث على معنى الحرمة او الحق الذى التزمه الله تعالیٰ بفضله هكذا قرره مولانا رشيد احمد الجنجوهیؒ فی الفتاوی ۔ويجاب عنه ان المنفی ههنا ان لا يتوسل بهذا اللفظ للا تقاء عن تهمة الا عتزال ولا يلزم منه نفی التوسل مطلقا۔

☆ فتاوی دیوبند پاکستان المعروف بہ فتاوی فریدیہ صفحہ ۳۲۳ جلد نمبر ۱ ☆

☆ علامہ رشید احمد گنگوہیؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

السوال:۔ دعاء میں بحق رسول اللہؐ و ولی اللہ کہنا ثابت ہے یا نہیں۔ بعض فقہاء و محدثین منع کرتے ہیں۔ اسکا کیا سبب ہے۔؟

الجواب:۔ بحق فلان کہنا درست ہے۔ اور معنی یہ ہیں کہ جو تو نے اپنے احسان سے وعدہ فرمالیا ہے۔ اسکے ذریعہ سے مانگتا ہوں۔ مگر معتزلہ اور شیعہ کے نزدیک حق تعالیٰ پر حق لازم ہے۔ اور وہ

بحق فلان کے یہی معنی مراد رکھتے ہیں۔ سو اس واسطے معنی موہم اور مشابہہ معتزلہ ہو گئے تھے۔ لہذا فقہاء نے اس لفظ کا بولنا منع کر دیا ہے۔ تو بہتر یہ ہے کہ ایسا لفظ نہ کہے جو رافضیوں کیساتھ تشابہہ ہو جاوے۔ ☆ فتاوی رشیدیہ کامل صفحہ ۹۴ ☆

☆ مفتی سید عبد الرحیم لاجپوریؒ فتاوی رحیمیہ صفحہ ۲۴۰ جلد نمبر ۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔

الٰھی بطفیل فلان ۔الٰھی بحرمت فلان ۔الٰھی بجاہ فلان۔ الٰھی بحق فلان۔ کہنا بھی درست ہے۔ بعض نے بحق کے الفاظ سے اختلاف کیا ہے۔ اور لا حق للمخلوق علی الخالق ۔ سے استدلال کیا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ اسلئے کہ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ قال ھل تدری ما حق اللّٰہ علی عبادہ قلت اللّٰہ ورسولہ اعلم قال حق اللّٰہ تعالٰی علی عبادہ ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئا ثم سار ساعۃ ثم قال یا معاذ بن جبل قلت لبیک یا رسول اللّٰہؐ وسعد یک قال ھل تدری ما حق العباد علی اللّٰہ اذا فعلوہ قال اللّٰہ ورسولہ اعلم قال حق العباد علی اللّٰہ ان لا یعذبھم۔

☆ بخاری شریف۔ صفحہ ۸۸۳ کتاب الادب باب من حق الناس بحسن الصحبۃ صفحہ ۹۲۷ جلد نمبر ۲ کتاب الاستیذان باب من اجاب بلبیک وسعدیک صفحہ ۱۰۹۷ جلد نمبر ۲ ☆

آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر سے نماز کیلئے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ الٰہی بحق السائلین علیک ۔یعنی اے اللہ! میں ان سوال کرنے والوں کے حق کے بدلہ میں جو تجھ پر ہے۔ اور میں اس نماز کی طرف جانے کے بدلہ تجھ سے سوال کرتا ہوں تو اسکی دعا قبول ہوگی۔ وجاء فی روایۃ اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشانی الیک فان لم اخرج اشرا ولا بطرا۔الحدیث

☆ فتاوی شامی فصل فی البیع صفحہ ۲۹۷ جلد نمبر ۲ ☆

☆ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے تحریر فرمایا ہیں کہ طبرانی نے معجم صغیر میں اور حاکم

وابو نعیم وبیھقی نے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ سے خطا سرزد ہوئی تو اپنی دعاء اور توبہ میں حضرت رسول محبوب ﷺ کے وسیلہ سے عرض کیا کہ اے اللہ میں تجھ سے بحق حضرت محمد ﷺ سوال کرتا ہوں۔ کہ میرے گناہ کو بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انکی معفرت فرمادی۔

☆فتح العزیز صفحہ ۱۸۳☆

(وجمع دیگر گفته که بحرمت وبحق وبطفیل کسے گفتند مضائقه ندارد زیرا که در ادعیة ماثوره آمده است که بحق السائلین علیک ولفظ طفیل وحرمت مرادف است ومفید معنیٰ آن لا غیر۔)

☆ریاض الرتاض مؤلف نواب صدیق حسن خان صفحہ ۲۹☆

بہر حال چونکہ بعض گمراہ کن فرقے اسکا معنیٰ غلط لیتے ہیں۔ اسلئے یہ لفظ استعمال کرنا مکروہ ہے۔ اسکی جگہ لفظ وسیلہ، طفیل، جاہ، حرمت جو عام بزرگان دین سے منقول ہے اور ۲ معمول رہا ہے۔ وہ استعمال کرنا بہتر ہے۔ ہاں اگر کسی کا عقیدہ صحیح اور درست ہو اور حق سے وہ حق مراد ہو بحسب وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے یعنی اس کریم مہربان ذات کی طرف سے جسکو جو کچھ عطا کیا جاتا ہے۔ وہ محض فضل واحسان ہے۔ ورنہ اسکی بارگاہ عالی میں کسی مخلوق کا کوئی استحقاق نہیں ۔ تو اسمیں کوئی خرج نہیں ہے۔

مگر یہ عقیدہ نہ رکھنا کہ توسل کئے بغیر دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو سنتے ہی نہیں۔ اور نہ یہ عقیدہ رکھنا کہ انبیاءؑ واولیاء کے وسیلے سے جو دعا کی جائے اسکا ماننا اللہ تعالیٰ کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے نہیں! بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کے مقبولان الٰہی کے طفیل سے جو دعاء کی جائے گی اسکی قبولیت کی زیادہ اُمید ہے۔

☆ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسطرح دعا فرماتے ہیں۔

خُدایا بحق نبی فاطمہؓ
که برقول ایماں کنم خاتمۃ

اگر دعوتم ردکنی ورقبول
من ودست وامان آل رسول

ترجمہ:۔ **خدایا بحق نبی فاطمہؓ**
که ایمان پر هومیرا خاتمه
دُعا کو میری رد کرؔ یا قبول
مجھے بس ھے دامان آل رسول

☆ مکتوبات صفحہ ۶۴ جلد نمبر ۲ مکتوب نمبر ۳۶ ☆

ایں سخن رانیست ہر گز اختتام
ختم کنؔ واللہ اعلم، بالسلام

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کے مسلک اور دامن سے وابستہ رکھے اسی پر ان کی حیات ہو اور اسی پر ان کی وفات ہو۔ امین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

احقر الناس

﴿ ابو محمد عبدالحمید حقانی ۳ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ بروز جمعۃ المبارک 07 اکتوبر 2005ء ﴾

حضرت مولانا مفتی عبدالحمید حقانی کی تالیفات

دارالعلوم دیوبند اور اکابر علماء سے تصدیق شدہ

تین اہم مسائل اثبات حیات الانبیاء کرامت اور عذاب قبر

اظہار الحق للمتمسکین بالحق

معہ

موت الحقق الجاحل باظہار الحق فی رد تحقیق الحق)

یعنی

پنجپیری مماتی اہل سنت والجماعت سے خارج کیوں۔۔؟

(پشتو میں بھی تیسرا ایڈیشن منظر عام پر آ گیا ہے)

آب حیات

فضائل درود شریف ودعائے ماثورہ

وجوب قربانی سے پنجپیری مماتی منکر کیوں۔۔؟

(غیر مطبوع)

فتنہ دجال (غیر مطبوع)

یعنی

مسجد کا تقدس اور پنجپیری حضرات کی من مانیاں

وجوب قربانی سے پنجپیری مماتی منکر کیوں۔۔؟

(غیر مطبوع)

دارالعلوم دیوبند سے تصدیق شدہ

کتاب الوسیلۃ فی اثبات الوسیلۃ

ایک اہم نزاعی مسئلہ (وسیلہ وتوسل)

اور

علماء دیوبند کا موقف

دارالعلوم دیوبند سے تصدیق شدہ

تبلیغی جماعت کا عالمی مشن

اور

پنجپیری مماتیوں کا جارحانہ رویہ

قضاء عمری بدعت ہے (غیر مطبوع)

پنجپیری مماتی اور بریلوی حضرات علماء دیوبند سے دشمن کیوں۔۔؟ (غیر مطبوع)

گلدستہ معفرت مایوس کیوں۔۔۔۔۔؟

چہل حدیث یاد کرا اور جنت کے کسی بھی دروازے سے

داخل ہونا چاہو داخل ہو جاؤ

جوامع الکلم

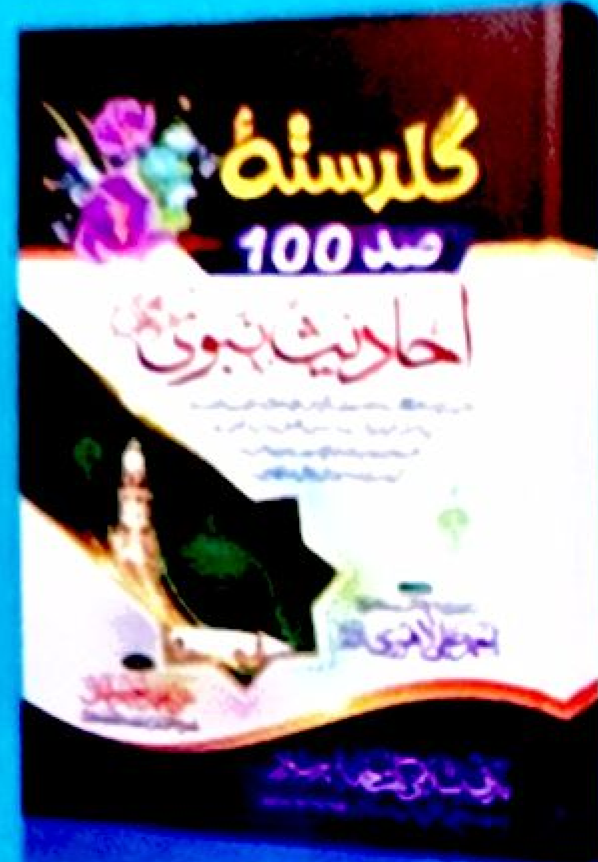
دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم حقانیہ، جامعہ اشرفیہ، جامعہ قاسم العلوم ملتان مفتی اعظم پاکستان محمد فرید اور دیگر اکابر سے تصدیق شدہ

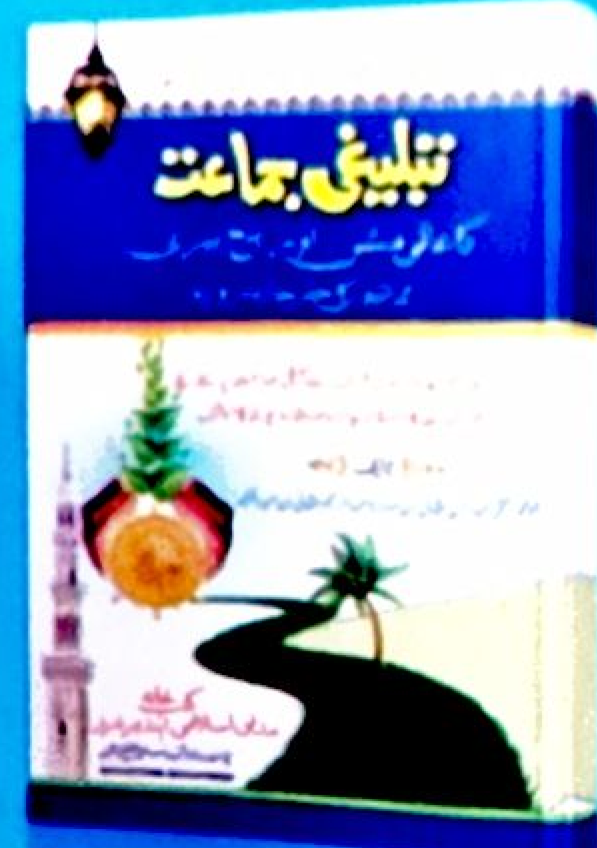
اکابرین کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

حقانی: اختلافی مسائل دعا بعد العیدین و اجرت علی عقد النکاح کے بارے میں علماء دیوبند کا موقف















حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب کی دیگر تصانیف

دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم حقانیہ سے تصدیق شدہ

- موت المحقق الجاہل باظہار الحق
- کتاب الوسیلہ فی اثبات الوسیلہ
- اسباب النزول کا تحقیقی جائزہ
- اکابر کن کے ساتھ؟
- جوامع الکلام بابت سورہ اخلاص
- دعوت ختنہ کی شرعی حیثیت
- اجمل النکات مع الربط بین السور والایات
- آب حیات فضائل درود شریف
- اظہار الحق للتمسکین بالحق
- چہل حدیث
- ربط وخلاصہ تفسیر امام لاہوریؒ وامام شاہ منصوریؒ



